تحقیق وتنقید

امام طبری اور محدثین کرام

احادیث کا تقابلی مطالعہ

ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی ندوی

امام محمد بن جریر بن یزید طبری (سنہ ۲۲۴ - ۳۱۰ھ / ۸۳۹ - ۹۲۳ء) کی کتاب حدیث تہذیب الآثار مدتوں پردۂ خفا میں رہی جس کے نتیجہ میں ان کی علمیت حدیث بالعموم غیر معروف رہی تاہم ان کی عظیم الشان کتاب تفسیر کی بنا پر ان کو زمرۂ محدثین میں شمار کیا جانا چاہیے تھا مگر فنی تقسیم اور علمی حدبندی کے سبب ان کے تبحر حدیث پر بہت کم توجہ کی گئی۔ حالانکہ تفسیر طبری کو علماء ومفسرین کے درمیان تفسیر ماثور کی حیثیت حاصل ہے۔ یعنی ایسی تفسیر قرآن مجید جس کی بنیاد وقوام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بابرکت احادیث، صحابہ کرام کے آثار اور تابعین وتبع تابعین کے قرآنی وحدیثی روح سے سرشار اقوال پر ہے۔ اب جب کہ ان کی کتاب حدیث کے کچھ اجزا مل گئے ہیں اور اہل علم وفضل کے درمیان متداول بھی ہو چکے ہیں یہ ان کا فرض ہو جاتا ہے کہ وہ امام طبری کی محدثانہ حیثیت پر کلام کریں اور زمرۂ محدثین عظام میں ان کے مقام ومرتبہ کا تعین کریں۔ اس مختصر مقالہ میں کوشش یہ کی گئی ہے کہ امام طبری کی محدثانہ حیثیت کی طرف اہل علم وفن کی توجہ مبذول کی جائے اور بطور مثال ان کی جمع وبحث کردہ احادیث نبوی کا ایک سرسری تقابلی مطالعہ ان احادیث نبوی سے کیا جائے جو ہماری معتبر ومستند کتب احادیث میں موجود ہیں۔ دوسرے الفاظ میں یہ مقصود ہے کہ امام طبری کی جمع کردہ احادیث کو متداول وقابل اعتماد مجموعہ ہائے احادیث کی میزان صدق میں تولا جائے کہ وہ کیسے تلتی اور کیا قیمت پاتی ہیں۔ ہمارا طریقہ بحث یہ ہوگا کہ تہذیب الآثار کی اصل احادیث (جن کی کل تعداد مکررات سمیت صرف مسانید عمر وعلی میں ترانتی ہے) اور ان اصل احادیث نبوی کی تائیدی روایات واخبار (جن کی کل تعداد ان

دونوں مسانید میں ایک ہزار آٹھ سو اٹھارہ [۱۸۱۸] ہے) کا تقابلی مطالعہ معلوم ومعروف کتب احادیث کی روایات سے کیا جائے کہ وہ ان میں موجود ومروی ہیں یا نہیں اور اگر ہیں تو کس حد تک اور کس اعتبار سے یہ مطالعہ مسانید کے لحاظ سے آئندہ صفحات میں پیش ہے۔ بنیادی طور سے ہمارا تقابلی مطالعہ محقق کتاب شیخ محمود محمد شاکر کے حواشی وتعلیقات کتاب پر مبنی ہے۔

مسند عمر میں محقق کتاب شیخ محمود محمد شاکر کی ترتیب وتبویب کے مطابق کل اصل احادیث طبری مکررات سمیت پچاس ہیں ان میں سے اول ودوم کا ایک مجموعہ امام طبری نے اپنی دو سندوں سے پیش کیا ہے جس کا متن اول دوسرے سے تھوڑا مختلف ہے۔ متن اول یہ ہے:-

.... عن عمر انه قال یا رسول الله! لقد سمعت فلانا وفلانا یذکران خیراً یزعمان انك اعطیتهما دینارین۔ فقال النبی صلی الله علیه وسلم: ولکن فلانا ما هو کذالك — او ما یقول کذالك — لقد اعطیته من اعطیته من عشرة الی مئة فما یقول ذالك وان احدهم یخرج بمسألته من عندی متابطها — یعنی ناراً — فقال عمر: یا رسول الله افلم تعطیهم؟ قال: یابون الا ذالك او یابی الله لی البخل۔

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اے اللہ کے رسول فلاں اور فلاں میرے سامنے آپ کا ذکر خیر کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ آپ نے انھیں دو دینار دیے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیکن فلاں شخص صحیح بات نہیں کہہ رہا ہے میں نے اسے دس سے سو تک دیا ہے اس کا تذکرہ وہ نہیں کرتا۔ ان لوگوں میں سے ایک شخص میرے پاس سے کچھ مانگ کر واپس جاتا ہے۔ وہ درحقیقت اپنی بغل میں آگ دبائے ہوتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ آپ انھیں کچھ دیتے کیوں ہیں؟ فرمایا وہ لوگ کچھ لیے بغیر نہیں جاتے اور اللہ بھی میرے لیے بخل کو پسند نہیں کرتا۔

اس حدیثِ طبری کو امام ابن حبان نے موارد الظمآن میں اختصار کے ساتھ نقل کیا ہے اور ان کے علاوہ امام حاکم، امام احمد بن حنبل نے بھی روایت کیا ہے جبکہ امام ذہبی نے امام حاکم کی رائے کی توثیق کی ہے۔

اس حدیث کی تائید و توثیق میں امام طبری نے اپنی سند سے حضرت ابوسعید خدری کی روایت/خبر (۵-۶) نقل کی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ تین بار سوال کرنے پر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصارِ کرام کے کچھ لوگوں کو عطا فرمایا اور پھر آخر میں ارشاد فرمایا کہ جو استغفار یا غنا یا صبر اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے وہی عطا فرماتا ہے اور صبر سے بڑا اور کوئی عطاءِ الٰہی نہیں۔ روایت جن ائمہ حدیث کے ہاں ان کی اپنی اسناد سے ملتی ہے ان میں امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداؤد، امام نسائی، امام ترمذی اور امام احمد بن حنبل شامل ہیں۔

ایک اور تائیدی خبر (۱۰) طبری کو امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں دوسری سند سے نقل کیا ہے۔ جبکہ ایک اور تائیدی خبر (۱۱-۱۳) کو امام ابوداؤد، امام ترمذی امام احمد بن حنبل اور امام حاکم نے اپنی اپنی اسناد کے ساتھ الفاظ کے بعض اختلافات کے ساتھ روایت کیا ہے۔ روایت ۱۴-۱۵ کو امام بخاری، امام مسلم، امام نسائی اور امام احمد بن حنبل نے اختصار و اختلاف کے ساتھ اپنی اسناد سے لیا ہے۔ حضرت سمرہ بن جندبؓ کی روایات ۱۶-۲۰ مختلف طرق سے امامانِ حدیث ابوداؤد، نسائی، ترمذی ابن حبان اور احمد بن حنبل نے نقل کیا ہے روایت ۲۳-۲۴ بطریق ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف کو امام احمد نے مسند میں اور ہیثمی نے مجمع الزوائد میں اپنے تبصرہ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ جبکہ روایت ۲۵-۲۶ کو امام احمد نے مسند میں مطول اور صاحب مجمع الزوائد نے مختصر نقل کیا ہے اور روایت ۲۷ کو مجمع الزوائد میں نقل کر کے کہا ہے کہ بزاز اور طبرانی نے الکبیر میں نقل کیا ہے اور اس کے رجال ثقہ ہیں۔

طبری کی روایت ۲۹ کو امام ابوداؤد، امام نسائی، امام احمد نے یا تو مطول روایت کیا ہے یا مختصراً۔ جبکہ روایت ۳۰ کو مختلف طُرق سے امام ترمذی، امام احمد اور امام طبرانی نے اپنے اپنے ہاں نقل کیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایت کو ۳۲-۳۳ ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، دارمی، حاکم اور خطیب بغدادی نے دوسرے

طُرق سے روایت کیا ہے۔ حضرت سہل بن الحنظلہ کی روایت ۳۴ امام ابوداؤد، احمد بن حنبل اور ابن حبان نے اور روایت ۳۵ بروایت حضرت عمران بن حصینؓ صرف امام احمد اور بزار اور طبرانی نے لیا ہے۔ جبکہ حضرت حکیم بن حزام کی روایت ۳۶-۸ الفاظ و اسناد کے فرق کے ساتھ ائمہ صحاح جیسے بخاری، مسلم، نسائی، ترمذی، طبرانی وغیرہ میں موجود ہے۔ روایت طبری ۳۹ بطریق حضرت عوف بن مالک اشجعی، مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ کے ہاں ہے۔ حضرت ثوبان مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سند پر مروی روایت طبری ۴۰-۴۵ امام نسائی، ابن ماجہ اور احمد نے ایک طریق سے اور ابوداؤد، احمد، ابونعیم اور حاکم نے دوسرے طریق سے تخریج کی ہے۔ حضرت عائذ بن عمرو کی روایتِ طبری ۴۶-۷، نسائی اور احمد کے ہاں اور حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ۴۸ امام مسلم، امام ابن ماجہ اور امام احمد کے ہاں موجود ہے۔ جبکہ روایت ۴۹ بسند حضرت ابوذر غفاری صرف امام احمد کے مجمع الزوائد میں پائی جاتی ہے اور حضرت عثمان بن ابی العاص ثقفی کی روایت ۵۰-۱ امام احمد، امام حاکم، البزار اور طبرانی کے علاوہ ابن سعد کے ہاں بھی ملتی ہے۔ حضرت قبیصہ بن المخارق کی روایت ۵۲-۵ کو امام مسلم، امام ابوداؤد امام نسائی اور امام احمد نے نقل کیا ہے۔ حدیث ابوہریرہؓ ۵۶-۶۰ کی دوسری صورتیں اامان حدیث جیسے مسلم، ترمذی اور احمد کے ہاں ہیں۔ روایت طبری ۶۱ بطریق حضرت ابوہریرہ امام بخاری نے بھی بیان کی ہے اور روایت ۶۲-۳ امام بخاری کے علاوہ امام مسلم اور امام نسائی نے بھی حضرت ابوہریرہؓ کی ہی سند پر مروی روایتِ طبری ۶۴-۵ صرف امام احمد کے ہاں ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایت ۷۱ امام احمد اور امام حاکم نے، روایت ۷۲-۳ بسند حضرت عبداللہ بن عمر امام بخاری، امام مسلم، امام نسائی، امام ابوداؤد اور امام احمد بن حنبل نے مختلف طرق سے نقل کی ہے۔ جبکہ صحابی موصوف کی روایت ۷۴-۵، صرف امام احمد کے ہاں ہے۔ اور خبر ۷۸ بسند حضرت ابوامامہ امام مسلم اور امام ترمذی نے نقل کی ہے اور خبر ۷۹ بسند حکیم بن حزام صرف امام احمد کے ہاں ہے۔ یہی حال خبر ۸۱ کا ہے مگر خبر ۸۲ کو امام نسائی اور ابن حبان نے بھی نقل کیا ہے۔ ان کے علاوہ کئی روایاتِ طبری ایسی ہیں جن کی تلاش دوسرے مآخذ حدیث میں نہیں کی جاسکی۔

۱۵۳

اس تفصیل سے یہ واضح ہوتا ہے کہ امام طبری کی اصل حدیث اور اس کی چوراسی ۸۴ تائیدی روایات کی بیشتر روایات کی تصدیق وتائید دوسرے معتبر ومسلم اماماِن حدیث کی تخریج سے ہوجاتی ہے۔ ان میں تمام اہم ائمہ حدیث شامل ہیں۔ چوراسی روایات واخبار طبری میں صرف دس۱۰ ایسی ہیں جن کی موجودہ صورت میں متبادل روایات محقق علام کو نہیں مل سکیں وہ بالترتیب ہیں: ع۲-۲۱، ع۶۶، ع۸-۶۷، ع۷۰، ع۷۷، ع۸۰ اور ع۴-۸۳۔

اس کے بعد امام طبری نے تحریم سوال کے مختلف مسالک واقوال کا ذکر کیا ہے اور ان میں سے ہر ایک کی استدلالی اور تائیدی روایات نقل کی ہیں۔ مسلک اول کہ وہ سوال / مسئلہ حرام ہو جو مالداری کے باوجود صرف تکثیر مال کے لیے کیا جائے کی تائید میں چھ روایات نقل کی ہیں۔ ان میں چار ع۸-۸۵ امام شعبی (عامر بن شراحیل) کی سند پر حضرت عمر پر موقوفاً مروی ہیں اور ان کو ابن حبان نے نقل کیا ہے۔ بقیہ مسالک کی روایات کی تائید میں یا تو پہلے اخبار طبری گذر چکے ہیں یا ان کی دوسروں کے ہاں تائید نہیں ملتی۔ مثلاً خبر ۹۸ کو عبداللہ بن احمد نے اپنے اضافات مسند میں ذکر کیا ہے۔ خبر/روایت ع۴-۱۰۲ کو امام ابوداؤد، ترمذی، ابن حبان نے اپنی اپنی اسناد سے اور امام بخاری نے الادب المفرد میں نقل کیا ہے۔ جبکہ خبر ع۱-۱۰۵ کو ابوداؤد، نسائی، احمد، ابن حبان اور امام بخاری نے (الادب المفرد) میں دوسرے طرق سے روایت کیا ہے۔ خبر ع۱۱۱ اور ع۱۱۲ کی تائید کہیں نہ مل سکی البتہ خبر ع۱۱۳ کو امام ترمذی عبداللہ بن احمد اور ابوداؤد نے دوسرے طرق سے لیا ہے۔ حضرت ابوہریرہ کی سند پر مروی خبر ع۷-۱۱۴ : لم یشکر الناس لم یشکر اللہ الفاظ کے اختلاف اور ترتیب کی تبدیلی کے ساتھ ابوداؤد، ترمذی، امام بخاری (الادب المفرد)، ابن حبان اور احمد نے نقل کیا ہے۔ جبکہ روایت ع۹-۱۱۸ بسند حضرت ابی سعید خدری اسی سند کے ساتھ ترمذی میں موجود ہے اور امام احمد نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔ حضرت اشعث بن قیس کندی کی روایت ع۱-۱۲۰ احمد نے صرف نقل کی ہے۔

مداحوں اور ان کی مدح کی مذمت میں حضرت مقداد کی روایت طبری ع۳۰-۱۲۷ امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نحثو فی وجوہ المداحین التراب (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم دیا کہ مدح کرنے والوں کے منہ میں مٹی بھر دیں) الفاظ کے

الفاظ کے بعض اختلاف کے ساتھ امام مسلم، امام ترمذی، احمد کے علاوہ امام بخاری نے الادب المفرد میں اور امام ابن ماجہ نے اپنی سنن میں اپنی اسناد کے ساتھ دی ہے اور دوسری صورت ۱۲۸-۹ میں مسلم، ابوداؤد اور احمد میں اور تیسری صورت ۱۳۰ میں امام احمد کے لیے علاوہ بخاری کی الادب المفرد میں اور بصورت دیگر ابن حبان کے ہاں بھی موجود ہے۔ جبکہ حضرت ابوموسیٰ اشعری کی روایت طبری ۱۳۲ امام بخاری نے اپنی صحیح اور ادب دونوں میں اور امام مسلم نے صحیح میں اور امام احمد نے اپنے مسند میں نقل کی ہے اور سب نے اسی طریق سے روایت کی ہے۔ حضرت معاویہ بن ابی سفیان اموی کی حدیثِ نبوی ۱۳۵-۶ : ایاکم والتمادح. فانہ الذبح (تم باہمی مدح وتعریف سے بچو، بلاشبہ وہ ذبح کرنا ہے) ابن ماجہ اور احمد نے روایت کی ہے اور موخرالذکر نے روایت طبری ۱۳۷ بسند حضرت محجن کو اسی طریق سے مطولاً نقل کیا ہے۔ روایتِ طبری ۱۳۸-۴۰ بسند حضرت ابوبکرہ الثقفی۔ امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداؤد، امام ابن ماجہ اور امام احمد کے ہاں موجود ہے۔ حضرت اسود بن سریع تمیمی کی سند پر مبنی روایت طبری ۱۴۱ جو مدح کے جواز میں ہے بخاری کی الادب المفرد اور امام احمد کے مسند اور مجمع الزوائد دونوں میں ہے۔ روایت طبری بسندِ حضرت عمر ۱۴۲ کو امام مسلم اور امام احمد کی تائید حاصل ہے جبکہ ۱۴۳ کو امام احمد نے صرف مجمع الزوائد میں نقل کیا ہے۔ حضرت ابن عباس کی روایت ۱۴۵-۸ کو امام بخاری، امام مسلم، امام نسائی، امام احمد وغیرہ کی مکمل تائید ملی ہوئی ہے۔ روایت ۱۴۹-۵۰ بسند حضرت انس امامان عظام بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ اور احمد کے ہاں موجود ہے۔ حضرت مطعم بن جبیر نوفلی کی سند پر مروی روایت ۱۵۱-۵ کے تین طرق ہیں۔ اول طریق سے امام بخاری اور امام احمد نے لیا ہے۔ طریق ثانی سے ان میں سے کسی کے ہاں مذکور نہیں، اور طریق سوم بھی محدثین کے ہاں نہیں ہے۔ یہی حال روایت ۱۵۶ کا ہے۔ لیکن روایت ۱۵۷ امام بخاری (الادب المفرد) امام مسلم نے نقل کی ہے حضرت سہل بن سعد ساعدی کی سند پر منقول روایتِ طبری ۱۵۸-۶۰ امام بخاری اور امام احمد کے ہاں موجود ہے۔ جبکہ روایت ۱۶۲ (بسند حضرت صفوان بن امیہ جمحی) اسی طریق سے امام مسلم نے نقل کی ہے اور ان کے علاوہ امام ترمذی اور امام احمد کے ہاں موجود ہے۔ جبکہ روایت ۱۶۳ صرف ترمذی میں ہے۔ روایت

ع۱۶۵ ترمذی کی سنن اور بخاری کی الادب المفرد میں ہے ۔ حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث ع۸-۱۶۶ نسائی، بخاری (ادب مفرد) احمد میں موجود ہے ۔ روایت ع۷-۱۶۹ (حدیث ابی ہریرہؓ) ابوداؤد اور احمد کے علاوہ بخاری نے التاریخ الکبیر میں اور ابن حبان نے نقل کی ہے اور روایت ع۱۷۱ مسلم و احمد میں ہے ۔ روایت ع۳-۱۷۲ احمد و ابن حبان میں ہے اور امام حاکم نے بھی اس کو نقل کیا ہے ۔ جبکہ روایت طبری بسند حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سہمی ع۷-۱۷۴ ابوداؤد، احمد اور حاکم کے ہاں ہے ۔ روایت ع۱۷۸ ترمذی اور مجمع الزوائد میں ہے اور روایت ع۱۷۹ بخاری اور مسلم کی صحاح میں ہے ۔ روایت ع۲-۱۸۰ ابوداؤد اور احمد نے الفاظ کے اختلاف کے ساتھ نقل کی ہے اور روایت ع۱۸۳ ابوداؤد، نسائی اور احمد میں ہے ۔ روایت ع۱۸۴ ابوداؤد اور نسائی میں ہے ۔ جبکہ روایت ع۱۸۵ امام بخاری، مسلم اور احمد نے مختلف طرق سے بیان کی ہے ۔ روایت ع۱۸۶ ترمذی ہی میں ہے ۔ امام طبری نے اس کے بعد صحابہ و تابعین وغیرہ کے آثار و اقوال سے دلیل پکڑی ہے جن کی تائیدی روایات نہیں ملتیں اور یہ روایات ع۱۸۷-۲۲۵ تک محیط ہیں ۔

امام طبری کی حدیث ع۳ درباب اکل گوہ (ضب) جو حضرت ابوسعید خدریؓ کے واسطہ سے حضرت عمرؓ سے مروی ہے اسی طریق سے امام مسلم، امام احمد اور امام بیہقی کے ہاں منقول ہے ۔ اس حدیث کی تائیدی روایات طبری بھی مختلف ائمہ حدیث کے ہاں موجود ہیں جیسے روایت ع۲۳۰ مسند احمد بن حنبل میں، ع۲-۲۳۱ ابن ماجہ اور احمد میں، روایت ع۲۳۴ ابن ماجہ مسند احمد بیہقی (سنن) میں، روایت ع۹-۲۳۶ امام مسلم، امام احمد اور امام بیہقی میں اسی سند سے، روایت ع۴۳-۲۴۰ صرف مسند احمد میں، روایت ع۵-۲۴۴ کسی میں نہیں ہے ۔ جبکہ روایت ع۲۴۶ بخاری کی مختلف کتابوں کتب صحیح، مسلم، ابوداؤد، نسائی، احمد اور بیہقی میں، روایت ع۵-۲۴۹ بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، دارمی، احمد اور بیہقی ۔ روایت ع۲-۲۵۱ مجمع الزوائد میں، روایت ع۲۵۳ بخاری، مسلم، بیہقی وغیرہ میں، روایت ع۶۲-۲۵۴ (بسند ابن عمر) مختلف طرق سے مسلم، احمد، بیہقی میں روایت ع۴-۲۶۳ بخاری، مسلم، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ اور بیہقی روایت ع۲۶۶ ترمذی، ابن ماجہ کے علاوہ ابن سعد، تاریخ بخاری وغیرہ میں ہے ۔

اس کے بعد گوہ کے کھانے کی حلت پر ایک جماعت کا مسلک بیان کیا ہے اور ان کی تائید میں آثار صحابہ و اقوال تابعین بیان کیے ہیں جو روایات ۲۶۷-۸۹ و سیع ہیں اور ظاہر ہے کہ ان کی تائیدی روایات کی ضرورت نہیں۔

البتہ جن مرفوع روایات میں حکم نبوی کہ نہ اس کو کھانے کا حکم دیتا ہوں اور نہ اس سے منع کرتا ہوں کی متعدد تائیدی روایات نقل کی ہیں۔ ان میں روایت ۲۹۰ مجمع الزوائد میں ہے، جبکہ روایت ۲۹۱-۳ تاریخ کبیر بخاری، ابوداؤد اور نسائی میں اسی طریق سے اور ابن ماجہ، احمد اور بیہقی میں دوسرے طریق سے ہے اور روایت ۲۹۴-۵ احمد و بیہقی میں، روایت ۲۹۶ مسلم، احمد اور بیہقی میں، روایت ۲۹۷ ابن ماجہ میں، روایت ۲۹۹-۳۰۰ احمد میں ہے۔ پھر متقدمین اہل علم کے اقوال ہیں (روایات ۳۰۱-۸) اور ان میں سے بعض مرفوع احادیث پر مبنی ہیں اور ان کی تائید احمد و بیہقی وغیرہ میں ملتی ہے۔ پھر ان سلف کے اقوال ہیں جنہوں نے اس کے کھانے کو منع کیا ہے۔ (۳۰۹-۱۰)

امام طبری نے اس کے بعد اپنا مسلک بیان کیا ہے کہ اس کا کھانا حلال ضرور ہے مگر گندگی کے سبب مکروہ ہے۔ اس کے دلائل دینے کے بعد وہ اعتراض کرنے والوں کی پیش کردہ احادیث مرفوعہ کی صحیح توجیہ کی ہے۔ ان روایات (۳۱۱-۲) کی تائیدی روایات ابوداؤد، بیہقی، مسلم اور احمد میں موجود ہیں۔ اس حدیث اصل پر کل تائیدی روایات یہی ہیں۔

امام طبری کی حدیث ۴-۷ (درباب نماز قصر دوران سفر) کی تائید امام مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، احمد، بیہقی اور عبدالرزاق نے اپنی روایات سے کی ہے۔ اس اصل حدیث کی تائیدی روایات طبری کی توثیق بھی دوسرے امامان حدیث کی روایات سے ہوتی ہے جیسے روایت ۳۱۴-۵ کی مسلم، نسائی، تاریخ کبیر بخاری، طیالسی اور بیہقی میں ہے، روایت ۳۱۶-۲۵ احمد، عبدالرزاق، بیہقی، نسائی اور ترمذی کے ہاں مختلف صورتوں میں موجود ہے۔ روایت ۳۲۶-۳۰ احمد میں دوسرے طریق سے روایت ۳۳۱-۳ مسلم، نسائی اور احمد نے، روایت ۳۳۴-۷ بخاری، مسلم، ابوداؤد نسائی، ترمذی، احمد اور بیہقی نے مختلف طرق سے، روایت ۳۳۸ نسائی، ابن ماجہ احمد اور بیہقی نے، روایت ۳۳۹-۴۱ بخاری، مسلم، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ، احمد اور

بیہقی نے اپنی اپنی اسناد سے، روایت ۳۴۲-۷ بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، احمد اور بیہقی نے مختلف طرق سے، روایت ۳۴۹-۵۰ نسائی احمد نے پوری اور بخاری نے تاریخ کبیر میں اشارۃً، روایت ۳۵۱-۲ اسی سند سے صرف نسائی نے، روایت ۳۵۳-۶ بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، احمد اور بیہقی نے، روایت ۳۵۸-۹ مسلم اور احمد نے مختلف طرق سے، روایت ۳۶۰ بخاری اور نسائی نے، روایت ۳۶۱-۲ بخاری، مسلم، نسائی اور احمد نے اور روایت ۳۶۴-۵ صرف عبدالرزاق نے اسی طریق سے، روایت ۳۶۶ مسلم اور احمد نے، روایت ۳۶۸ نسائی نے، روایت ۳۶۹-۷۷ تفصیل کے ساتھ بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ترمذی نے، روایت ۳۷۸-۹ بلاتائید ائمہ حدیث نے نقل کی ہے۔ اس کے بعد ائمہ سلف کے اقوال وآثار ہیں (۳۸۰-۴۳۶) پھر ان علماء کا قول/مسلک پیش کیا جو نماز قصر کو حالتِ امن میں جائز نہیں سمجھتے اور صرف دشمن کے خوف کے سبب اس کو جائز قرار دیتے ہیں۔ ان کی تائیدی روایات ۴۳۷-۴۰ احمد، ابوداؤد، بیہقی وغیرہ نے روایت کی ہے۔

حدیث طبری ۸ (درباب تسمیہ نافع وبرکہ ویسار وغیرہ) کی اسی طریق سے تائید کی ہے امام ترمذی نے اور اسی کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ اس کی تائیدی روایاتِ طبری ۴۴۲-۳ کو مسلم نے صحیح میں اور بخاری نے الادب المفرد میں نقل کیا ہے۔ روایت ۴۴۴-۵ کو مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ اور طبرانی نے، روایت ۴۴۶-۷ اور روایت ۴۵۲ کو مسلم، ابوداؤد، ترمذی، احمد، طبرانی نے روایت ۴۴۸ کو صرف طبرانی نے، روایت ۴۴۹-۵۱ کے بعض دوسرے ائمہ نے نقل کیا ہے۔ پھر دوسری روایات بلاتائید ہیں اور پھر اقوال علماء سلف ہیں (۴۵۴-۷)

حدیثِ طبری ۹ کا موضوع صوم داؤد (ایک دن کے ناغہ سے روزہ) صوم عرفہ اور صوم عرفہ رکھنا ہے۔ اصل حدیث عمر کی تائید کسی کے ہاں نہیں البتہ حضرت ابوقتادہ کی حدیث مرفوع جو طبری نے بطور تائید پیش کی ہے۔ ۴۵۸-۶۱ اس کی تائید متعدد ائمہ حدیث کے ہاں ملتی ہے جیسے امام مسلم، امام ابوداؤد، امام نسائی امام ترمذی، امام ابن ماجہ، امام بیہقی اور امام احمد۔ جبکہ روایت ۴۶۲-۴ امام احمد کے علاوہ بخاری کی تاریخ کبیر میں بھی ہے۔ صیامِ دہر کے بارے میں حضرت

عبداللہ بن الشخیر عامری کی مرفوع حدیث (روایت طبری ۶۵-۷۱) کہ "جس نے اسے رکھا اس کا نہ روزہ ہے نہ افطار"۔ امام احمد، نسائی، ابن ماجہ اور ابن حبان نے بھی نقل کی ہے۔ جبکہ حضرت موصوف کی حضرت عمران بن الحصین کے واسطہ سے اس روایت کا دوسرا طریق ابن ماجہ کے سوا باقی تینوں مذکورہ بالا ائمہ کرام کے ہاں موجود ہے۔ اسی موضوع پر حضرات ابن عمر و ابن عمرو کی روایت طبری ۷۳-۷۷ صرف نسائی میں ہے اور ابن عباس کی ایسی ہی روایت ۷۸ صرف مجمع الزوائد میں ہے۔ روایت طبری ۷۹-۸۲ جو حضرت عبداللہ بن عمرو کی سند پر مروی ہیں اسی مفہوم کی دراصل ایک خبر طویل کا حصہ ہے اور متعدد کتابوں میں موجود ہے جیسے بخاری، مسلم، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ، احمد اور بیہقی۔ صوم دہر کی ممانعت پر حضرت ابو موسیٰ اشعری کی حدیث (روایت طبری ۸۵-۹) احمد اور بیہقی کے علاوہ ابن حبان اور طبرانی نے بھی بیان کی ہے۔ اس کے بعد امام طبری صوم دہر کی ممانعت نبوی پر عمل صحابہ کرام اور ان کے اقوال و آثار اور علماء اسلام کے احکام کا ذکر کیا ہے (روایات طبری ۹۰-۹۷)

امام طبری نے اس کے بعد ان علماء و مسالک کا ذکر کیا ہے جو کہتے ہیں کہ صوم دہر کے بارے میں مذکورہ بالا احادیث نبوی کا مقصود لوگوں کو تکلیف سے بچانا ہے لہٰذا حرام دنوں کے روزے اس سے خارج ہیں۔ صوم دہر سے اصل مراد متعدد کئی دنوں کا بلا افطار روزہ رکھنا ہے جیسے ایک ماہ یا کئی ماہ لیکن جو ایسا نہ کرے ان کو اجازت صوم دہر ہے۔ ان حضرات کی تائید میں جو روایات آتی ہیں ان کو امام طبری نے بیان کیا ہے۔ ان میں سے روایت ۹۸ امام بخاری اور ترمذی، کے علاوہ ابن سعد اور ابو نعیم کے ہاں بھی مختصراً موجود ہے۔ اسی طرح روایت طبری ۹۹ بسند حضرت عبداللہ بن عمرو، بخاری، مسلم، نسائی، احمد اور بیہقی میں موجود ہے۔ روایات طبری ۵۰۰-۵۰۲ حضرت عبداللہ بن عمرو کی مذکورہ بالا روایت کی دوسری صورتیں ہیں۔

بعض علماء کا مسلک یہ ہے کہ صوم دہر کا مقصود یہ ہے کہ پورے دنوں کا روزہ رکھا جائے اور جن دنوں میں روزہ رکھنا منع کیا گیا ہے ان میں بھی افطار نہ کیا جائے۔ ممانعت کی تمام روایات کا اسی سے تعلق ہے۔ اس مفہوم کے مطابق ممنوع ایام میں

جو افطار کرے وہ پورے سال کا روزہ رکھ سکتا ہے اور وہ صوم دہر ہے ۔ اس کی تائید میں امام طبری نے متعدد روایات نقل کی ہیں جو آثارِ صحابہ وسلف سے متعلق ہیں (ع۵۰۳-۱۳)

امام طبری کے نزدیک صحیح مسلک یہ ہے کہ صوم ابد تو غیر جائز ہے اور اس کا عامل نہی نبوی کو توڑنے والا ہے، البتہ صوم دہر صوم داؤد ہے یعنی ایک دن روزہ اور ایک دن افطار اور اسی طرح صرف طاقت وسکون کے عالم میں روزہ رکھنا ضروری ہے ورنہ افطار واجب ہے ۔ انھوں نے اپنی تائید میں بیشتر ان روایات سے استشہاد کیا ہے جن میں صوم داؤد کا ذکر آیا ہے اور اعتدال کا حکم دیا گیا ہے (روایات ع۵۱۴-۱۸) یہ روایات صحاح میں ملتی ہیں جن کا اوپر حوالہ آچکا ہے ۔ پھر اپنی تائید میں ائمہ سلف کے آثار واقوال کا ذکر کیا ہے ۔ (روایات ع۵۱۹-۲۶) ان میں سے بھی کئی روایات دوسری کتب صحاح میں موجود ہیں جیسے روایت ع۵۲۳-۴ بخاری، بیہقی اور حاکم ۔

نفل روزہ کے بارے میں امام طبری کا مسلک یہ ہے کہ وہ صرف طاقت و نشاط کی موجودگی ہی میں رکھا جائے ۔ ایسے روزے جو تکلیف میں مبتلا کردیں" ناجائز" ہیں ۔ اس لیے اعتدال ضروری ہے اور بہتر ہے کہ ہر ماہ تین روزے رکھے جائیں جیساکہ متعدد احادیثِ نبوی سے ثابت ہے ۔ اس مسلک کی تائید میں امام طبری نے احادیث نبوی اور روایات واخبار سلف بیان کیے ہیں ۔ ان میں سے بھی متعدد دوسری کتب حدیث میں موجود ہیں جیسے روایت ع۵۲۷-۸ بسند حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص، جو بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی میں ہے ۔ روایت ع۵۲۹ نسائی میں. روایت ع۵۳۰-۳۲ بسند عبداللہ بن عمرو پہلے مذکور ہوچکیں، اسی طرح ع۵۳۳-۵ بھی مذکور ہوچکیں ۔ ان تمام روایات کا تعلق ہر ماہ میں تین دن روزہ رکھنے اور ان کو صوم دہر قرار دینے سے ہے ۔ دوسری وہ روایات ہیں جو ایک ماہ میں ایک روزہ یا تین روزوں کو کافی قرار دیتی ہیں جیسے روایت ع۵۳۶ مسلم، نسائی، احمد اور ابن حبان وبیہقی میں ہے، جبکہ روایت ع۵۳۷ بخاری، نسائی، احمد اور بیہقی میں ہے ۔ روایت ع۵۳۸ نسائی، ترمذی اور ابن ماجہ میں روایت ع۵۳۹-۴۰ اسی طریق سے نسائی میں ہے ۔ روایت ع۵۴۱-۴۳ احمد، تاریخ کبیر بخاری، ابن حبان میں، روایت ع۵۴۴ بخاری کی تاریخ کبیر کے علاوہ ابن سعد میں، روایت ع۵۴۵ نسائی اور احمد میں روایت

۵۴۶-۷ طیالسی، نسائی، ابن ماجہ، احمد، ابن سعد، ابن حبان اور بیہقی میں ایک طریق سے اور ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن سعد، احمد اور بیہقی میں ہے۔ امام طبری نے اس کے بعد سلف کے اقوال و افعال اور آثار کا ذکر کیا ہے۔ (روایات ۵۴۸-۵۶)

صوم عرفہ کی نفلیت/استحباب اور فضیلت کے بارے میں امام طبری نے متعدد احادیث مرفوعہ اپنی اسناد سے بیان کی ہیں مگر وہ کسی نہ کسی شکل میں دوسرے محدثین کے ذخائر میں بھی پائی جاتی ہیں۔ جیسے روایت ۵۵۷ مجمع الزوائد میں، روایت ۵۵۸ طبرانی (معجم کبیر) اور مجمع الزوائد میں ہے اور آثار سلف ۵۵۹-۶۰ بھی قابل اعتماد ہیں۔ ان روایات کا بھی ذکر کیا ہے جو صوم عرفہ کی ممانعت کرتی ہیں اور ان کی تائید بھی دوسرے محدثین کے ہاں ملتی ہے جیسے روایت ۵۶۲-۳ ابوداؤد، نسائی، ترمذی اور بیہقی میں، روایت ۵۶۴-۷ احمد (مجمع الزوائد وغیرہ) میں، روایت ۵۶۸، ۷۰ بخاری، مسلم، ابوداؤد، احمد اور بیہقی میں اور روایت ۵۷۱-۲ احمد میں ہے۔ امام طبری نے اس کے بعد ان احادیث/روایات کا ذکر کیا ہے جو ظاہر کرتی ہیں کہ عرفہ کے دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے افطار کیا تھا اور افطار و صوم عرفہ کی روایات میں تطبیق دی ہے۔ ایسی روایات ۵۷۳-۹۱ کی تائید محدثین پہلے آچکی ہے۔ ان میں وہ روایات بھی شامل ہیں جو عرفہ کے دن عرفہ میں روزہ پر افطار کو ترجیح دیتی ہیں اور علماء سلف کا مسلک بیان کرتی ہیں۔ یعنی عرفہ میں افطار کرنا اور دوسرے مقامات پر یوم عرفہ کو روزہ رکھنا افضل ہے۔ لیکن اس باب میں بعض علماء کا مسلک یہ ہے کہ یوم عرفہ کا روزہ رکھنا ہر جگہ کے لوگوں کے لیے مکروہ ہے اور ان کی تائیدی روایات و آثار سلف بھی نقل کیے ہیں۔ (روایات ۵۹۲-۹۹) ایک اور مسلک ان صحابہ اور تابعین کا نقل کیا ہے جو عرفہ کے دن افطار پر روزہ کو فضیلت دیتے تھے اور ان کی تائیدی روایات نقل کی ہیں (روایات ۶۰۰-۱)

نفلی روزوں میں صوم عاشورا کی بھی بہت فضیلت متعدد احادیث و روایات میں آئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی اس دن روزہ رکھتے تھے اور دوسروں کو بھی آمادہ کرتے تھے۔ کیونکہ جاہلیت میں قریش/عرب رکھا کرتے تھے۔ لیکن رمضان کے روزے فرض ہونے کے بعد اس کی حیثیت بدل گئی۔ کچھ علماء کا مسلک ہے کہ

اب صوم عاشورا نفل ہے جس کا جی چاہے رکھے۔ ان کی تائیدی روایات طبری میں ٦١١-٥ مسلم، بخاری، اور احمد میں، ٦١٦-٢٤ صحیحین و احمد کے علاوہ ابوداؤد، بیہقی اور ابن ماجہ میں، روایات ٦٢٥-٦ صحیحین، ابن ماجہ اور بیہقی میں، روایات ٦٢٧-٣٢ صحیحین، ابوداؤد اور ترمذی اور بیہقی میں، روایت ٦٣٣ صحیحین میں۔ ٦٣٤ مجمع الزوائد میں، روایت ٦٣٥ مسلم، احمد اور بیہقی میں، روایت ٦٣٦-٩ نسائی اور احمد میں ہیں۔

صوم عاشورا کے بارے میں کچھ روایات وہ ہیں جو بتاتی ہیں کہ یہود اسے رکھا کرتے تھے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰؑ کی اتباع میں ان کو رکھنا شروع کیا۔ ان روایات کو طبری نے اپنی سند سے نقل کیا ہے اور ان میں سے بیشتر کی تصدیق دوسرے مآخذ سے ہوتی ہے جیسے روایت ٦٤٠-٤١ کو ایک طریق سے مسلم، ابوداؤد، احمد اور بیہقی نے اور دوسرے طریق سے شیخین کے علاوہ ابن ماجہ نے نقل کیا ہے۔ جبکہ ٦٤٢-٣ احمد اور بیہقی میں ہے اور روایت ٦٤٤ مسلم، ابوداؤد اور بیہقی میں ہے۔ ان روایات میں آیا ہے کہ آپ نے ان کو رکھا یا صوم عاشورا کا حکم دیا لیکن رمضان کے بعد اس کو نفل قرار دیا۔ ان سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے صوم عاشورا کا حکم دیا تھا لیکن رکھا نہیں امام طبری نے متعدد ایسی روایات بھی نقل کی ہیں کہ آپ نہ صرف صوم عاشورا رکھتے رہے بلکہ اسی پر وفات بھی پائی۔ ایسی روایات کی تائید بھی دوسرے محدثین کی روایات سے ہوتی ہے جیسے روایت ٦٤٥-٥٠ کو مختلف طرق سے شیخین، احمد اور بیہقی وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ روایت ٦٥١ مسند احمد اور سنن بیہقی وغیرہ میں ہے جبکہ روایت ٦٥٢ صرف احمد نے بیان کی ہے۔ صوم عاشورا کے بارے میں اسی سبب سے اختلاف سلف رہا ہے۔ متعدد اس کو رکھتے تھے (روایات ٦٥٣-٦٩) بہت سے اس کو مکروہ سمجھتے تھے اور نہیں رکھتے تھے (٦٧٠-٧٧)

امام طبری کا اس باب میں فتویٰ یہ ہے کہ رمضان کے روزوں سے قبل صوم عاشورا واجب تھا اور اس لیے اس کا حکم نبوی تھا۔ فرضیت رمضان کے بعد وہ مندوب ہو گیا اسی لیے اس کی فضیلت آپ بیان کرتے رہے، خود رکھتے رہے اور لوگوں کو

اس کی تاکید کرتے رہے جیسا کہ متعدد روایات سے ثابت ہوتا ہے۔ جن صحابہ وسلف سے اس کی کراہت آتی ہے وہ دراصل اہل جاہلیت کی مخالفت کے سبب آئی ہے جیسے کہ متعدد ائمۂ سلف صوم رجب کو اسی سبب سے مکروہ سمجھتے تھے لیکن اب کوئی حرج نہیں بلکہ دونوں نفل اور مندوب ہیں۔

حدیث طبری ۱۴-۱۰ کے مطابق حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے تین چیزوں میں موافقت کی یعنی مقام ابراہیم کو مصلیٰ بنانے، مسلم عورتوں کے لیے حجاب فرض ہونے اور ازواج مطہرات کے سلسلہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار دینے میں اس اہم حدیث کی تائید امام بخاری، امام ترمذی، امام ابن ماجہ، امام احمد وغیرہ نے کافی مفصل و مدلل کی ہے۔ امام طبری نے اس حدیث نبوی سے متعدد احکام کا استنباط کیا ہے ان میں سے ایک اہل وعیال کے ساتھ حسن سلوک کا وجوب ہے۔ اس کی تائید میں متعدد دوسری احادیث و روایات نقل کی ہیں جن کی تائید میں دوسرے محدثین کی مرویات بھی ملتی ہیں۔ جیسے روایت ۹-۶۷۸ ترمذی اور ابن حبان میں ہے، روایت ۶۸۰ مجمع الزوائد اور موارد الظمآن ہے، روایت ۶۸۱ بخاری ومسلم، ترمذی، ابن ماجہ، احمد کے علاوہ زبیر بن بکار کی جمہرۃ نسب قریش میں بھی ہے۔ روایت ۶۸۲ ابوداؤد، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ اور امام احمد نے بھی مطول یا مختصر اپنی اپنی سند سے نقل کی ہے۔ اس سلسلہ میں متعدد ایسی روایات بھی نقل کی ہیں جن میں سختی کرنے کا حکم آیا ہے۔ ان کی تائید و توثیق بھی دوسرے ماخذ سے ہوتی ہے جیسے روایت ۶۸۳ مجمع الزوائد میں ہے جبکہ ۶-۶۸۴ کی تائید کسی دوسرے ماخذ سے نہیں مل سکی۔ امام طبری نے ان دونوں قسم کی روایات میں تطبیق دی ہے کہ مارنے کا حکم غلط کام کرنے پر ہے اور عام حکم حسن سلوک کا ہے اور اس کی تائید میں اقوال و آثار سلف نقل کیے ہیں (روایات ۹-۶۸۷) جبکہ دوسرے علماء سلف کا خیال ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اصل منشا اپنی امت کو یہ تعلیم دینی تھی کہ وہ اپنے اہل وعیال کی صحیح تربیت کیسے کریں ان کی تائید میں متعدد روایات واحادیث پیش کی ہیں جن میں سے اکثر کی تائید دوسرے محدثین کے یہاں بھی ملتی ہے جیسے روایت ۶۹۱ ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن حبان

کے علاوہ بخاری کی تاریخ کبیر بھی مختصراً موجود ہے۔ روایت ۶۹۲ء بھی اسی طرح موید ہے۔ امام طبری نے اپنا مسلک پیش کرکے اس کی تائید اقوال وآثار سلف سے پیش کی ہے (۶۹۴-۷۰۲ء) پھر مارنے اور نہ مارنے یا عورتوں کے ساتھ سختی کرنے اور نہ کرنے کی روایات میں جو تضادِ ظاہری نظر آتا ہے اس کی توجیہ کرکے صحیح منشائے نبوی بیان کیا ہے اور اس کی تائید میں متعدد روایات نقل کی ہیں۔ ان کی بھی توثیق متعدد دوسرے مآخذ سے ہوتی ہے جیسے روایت ۷۰۳-۴ء مسلم، احمد وغیرہ میں موجود ہے۔ اسی کا دوسرا روپ ۷۰۵ء میں ہے اور آخری روایت ۷۰۶ء ترمذی، احمد وغیرہ میں موجود ہے۔ حتی کہ امام طبری نے اس باب میں غریب الحدیث کی تشریح میں جن احادیث نبوی سے استشہاد کیا ہے ان کی توثیق بھی دوسرے مآخذ سے ہوتی ہے جیسے ۷۰۷-۱۱ء بخاری، مسلم، ابوداؤد، اور احمد میں موجود ہے۔

مسند عمر کی حدیث طبری ۱۵ء غزوہ بدر میں قریشی اکابر کے مقتل اور کنووں میں ان کی تدفین، ان سے کلام نبوی اور سماع موتی (مردوں کے سننے) سے متعلق ہے۔ اسی طریق سے یہ روایت عمر مسلم، نسائی، طیالسی اور احمد میں مذکور ہے۔ اس مفہوم کی دوسری حدیث حضرت انس کی سند سے مروی ہے جو نسائی اور احمد میں پائی جاتی ہے۔ حضرت عمر کی مذکورہ بالا حدیث نبوی کی تائید میں امام طبری نے متعدد صحابہ کرام کی روایات نقل کی ہیں اور ان کی تائید وتوثیق دوسرے محدثین کی مرویات سے بھی ہوتی ہے جیسے روایت ۱۳-۴ء احمد میں، روایت ۱۵-۶ء بخاری میں روایت ۱۷ء سیرت ابن اسحاق / ابن ہشام میں ہے۔

سماعِ موتی کے بارے میں متعدد اہل علم سلف کا مسلک ہے کہ وہ زندوں کا کلام سنتے ہیں۔ امام طبری نے ان کی تائیدی روایات نقل کی ہیں اور ان میں سے بیشتر دوسرے مآخذِ حدیث میں بھی ملتی ہیں۔ جیسے روایت ۱۸-۲۲ء دوسرے طرق سے ابوداؤد، طیالسی، احمد اور حاکم میں ہے۔ طبری نے اس کو اپنی تفسیر میں بھی نقل کیا ہے۔ بعض طرق سے وہ ابن ماجہ، احمد، حاکم، عبدالرزاق اور مجمع الزوائد میں بھی ہے اور دوسری کتب میں بھی روایت ۲۴ء مجمع الزوائد میں، روایت ۲۵-۶ء۔ ابن ماجہ اور احمد میں، روایت ۲۷-۹ء حاکم، ابن حبان، الہیثمی میں،

روایت ۴۳۰ مجمع الزوائد میں ہے۔

دوسرا مسلک سلف یہ ہے کہ نہ صرف مردے سنتے ہیں بلکہ بات چیت کرتے اور جانتے ہیں۔ امام طبری نے ان کی تائیدی روایات بھی پیش کی ہیں اور ان میں سے اکثر کی موافقت دوسرے محدثین کرام نے بھی کی ہے جیسے روایت ۴۱ (روایات ۴۲-۳۲) متعدد علماء کا مسلک یہ ہے کہ ایسی تمام روایات جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں صحیح ہیں لیکن ان کا مفہوم یہ ہے کہ وہ حق کو اب جان چکے ہیں۔ اس کی تائید میں امام طبری نے متعدد روایات / احادیث نقل کی ہیں اور ان میں سے اکثر دوسرے مآخذ میں موجود ہیں جیسے ۴۳-۴۴ ان کا ذکر ۱۳-۱۴ میں آچکا۔ مزید ذکر مسلم میں ہے۔ روایت ۴۵ مرسل ہے۔

امام طبری نے اسی سے متعلق مسلمانوں کے اجتماعی دفن کرنے کا مسئلہ بیان کیا ہے اور شہدائے احد سے اس کی دلیل پکڑی ہے۔ اس سلسلہ میں وہ جن احادیث و روایات کو بیان کرتے ہیں ان میں سے اکثر دوسری کتب حدیث میں موجود ہیں جیسے روایت ۴۷ ابوداؤد اور ترمذی میں، روایت ۴۸-۵۲، مختلف طرق سے ابوداؤد نسائی، ترمذی، ابن ماجہ اور احمد میں، روایت ۵۳-۵۵ بلا تائید محدثین مذکورہ بالا، روایت ۵۶، مختلف شکل میں نسائی، احمد اور ابن اسحٰق / ابن ہشام میں موجود ہے پھر قبر مسلمین کو لحد والی بنانے کا ذکر کیا ہے اور اس کی تائید میں متعدد روایات پیش کی ہیں۔ ان میں سے اکثر کو دوسرے محدثین نے بھی روایت کیا ہے جیسے حدیث / روایت ۵۷-۵۹، کو ابن ماجہ، احمد، عبدالرزاق اور ابن سعد نے، روایت ۶۰-۶۱ اسی مفہوم کی ابوداؤد، نسائی، ترمذی اور ابن ماجہ نے، روایت ۶۲-۶۳ کو صرف ابن سعد نے روایت ۶۴ کو احمد نے روایت ۶۶-۷۰ کو مختلف اضافات و زیادات اور طرق سے نسائی، احمد ابن ماجہ، ابن سعد کے علاوہ زیادہ کے ساتھ مسلم وغیرہ نے، روایت ۷۱-۷۲ کو صرف عبدالرزاق نے نقل کیا ہے جبکہ روایت ۷۳-۷۴ مذکورہ بالا کے مطابق ہیں۔

تدفین سے متعلق ایک مسئلہ یہ ہے کہ جنازہ رکھنے کے ساتھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ رو ہو کر تشریف فرما ہوئے۔ اس سے یہ اسلامی حکم امام طبری نے نکالا کہ قبلہ رو بیٹھنا بہترین مجلس ہے جس کی تائید احادیث نبوی، آثار صحابہ و سلف اور ا‌ب کے

اقوال سے ملتی ہے اور پھر ان میں سے متعدد کو بیان کیا ہے۔ مرویاتِ طبری کی تائید دوسرے ماخذِ حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ جیسے روایت ۷۷۵-۷۶ مجمع الزوائد میں ہے۔ اسی سے متعلق مختلف مجالس کے اسلامی احکام کا استنباط امام علام نے کیا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ نماز پڑھانے کے بعد امام کو مقتدیوں کی جانب رخ کر کے بیٹھنا چاہیے اور اپنے اس مسلک کی تائید میں احادیث و آثار پیش کیے ہیں جن میں سے کئی کی تائید دوسرے محدثین کی مرویات سے ہوتی ہے جیسے روایت ۷۷۷ کو بخاری نے مختلف کتب و ابواب میں روایت کیا ہے اور مسلم و احمد نے بھی نقل کیا ہے۔ نماز کے بعد پہلو بدلنے / دائیں مڑنے وغیرہ کی مرویاتِ طبری میں سے ۷۸۰-۷۷۸ ابوداؤد نسائی، ترمذی، طیالسی اور ابن سعد میں ہے۔ اس کے بعد ائمہ سلف کے آثار نقل کیے ہیں (روایات ۷۸۶-۷۸۱ جن میں استقبالِ قبلہ، انحراف اور مقتدیوں کی جانب رخ کر کے بیٹھنا سبھی شامل ہے)

اصل حدیث طبری ۷۲۳-۷۱۸ میں ایک فقرہ یہ ہے کہ ہم آپ کے گرد اس طرح بیٹھ گئے گویا کہ ہمارے سروں پر چڑیاں بیٹھی ہیں" اور اس سے یہ حکم اسلامی نکالا کہ ایسا تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں کرنا ضروری ہے اور اسی سے تعظیم بزرگان کا حکم نکلتا ہے۔ اس کو اپنی مرویات / اخبار سے موید کیا ہے اور ان مرویات طبری میں سے متعدد کی تائید دوسرے امامانِ حدیث نے بھی کی ہے، جیسے روایت ۷۸۷ کو احمد نے کی ہے مگر روایت ۷۸۸ منفرد ہے۔ پھر اقوال و آثار صحابہ و سلف ہیں جیسے ۷۹۲-۷۸۹۔

تدفین / لحد میں رکھنے سے قبل جنازہ کے شرکاء کے بیٹھنے پر علماء و فقہاء کا اختلاف ہے۔ پہلے ان ائمہ سلف کا مسلک بیان کیا ہے جو اس کی تدفین سے قبل بیٹھنا صحیح نہیں سمجھتے تھے (روایات ۸۰۰-۷۹۳) پھر اس کی تائید میں احادیث نبوی پیش کی ہیں اور ان کی تائید دوسرے محدثین سے بھی ہوتی ہے جیسے روایت ۸۰۵-۸۰۱ جس کو بخاری مسلم، نسائی، ترمذی اور احمد نے بھی بیان کیا ہے جبکہ روایت ۸۰۶ ایک طرق سے حاکم میں ہے اور روایت ۸۰۷ جو روایت سابقہ کی دوسری شکل ہے بخاری اور مسند احمد میں ہے۔ روایت ۸۰۸ مسلم، ابوداؤد، احمد اور حاکم میں ہے۔

بعض صحابہ کرام اور دوسرے ائمہ سلف سے تدفین سے قبل بیٹھنے کا جواز بھی مروی

ہے۔ ایسی مرویاتِ طبری کی تصدیق بھی دوسرے محدثین سے ہوتی ہے جیسے روایت ۸۲۵-۷ مسلم، ترمذی، تاریخ کبیر میں ہے، جبکہ ۸۲۸-۹ صرف موخرالذکر میں ہے اور روایت ۸۳۰-۱ مسلم اور ابن ماجہ میں ہے۔ اس سے قبل اور احادیث کے دوران علماء و فقہاء کا مسلک اور ان کی تائیدی روایات بیان کی ہیں (۸۰۹-۲۴)

اسی سے ایک حکم یہ نکالا ہے کہ جنازے کے احترام میں کھڑا ہونا سنت ہے۔ پھر اس کے ترک کا حکم نبوی بیان کیا ہے اور قیام کے مخالف اہلِ علم کا مسلک بیان کیا ہے کہ اس کی نظیر زندوں کے باب میں ملتی ہے کہ ان کے لیے کھڑا ہونا خلاف سنت ہے۔ اس سے متعلق مرویات صحیح احادیث نبوی اور علماء سلف کے آثار پیش کیے ہیں۔ احادیثِ طبری کی تائید دوسرے محدثین کی روایات سے بھی ہوتی ہے جیسے روایت / حدیث ۸۳۳ ابوداؤد، ابن ماجہ وغیرہ میں ہے اور حدیث ۸۳۴ ترمذی بخاری (الادب المفرد) اور طحاوی کے مشکل الآثار میں ہے۔ پھر امام طبری نے اپنا مسلک بیان کیا ہے کہ تدفینِ میت سے قبل بیٹھنے اور کھڑے رہنے دونوں کی اجازت ہے کیونکہ آپ سے دونوں فعل مروی ہیں۔ پھر سنتِ اموات اور سنتِ احیاء کے باب میں اختلاف کا ذکر کرکے اس کے قیاس / علت کو "واہیہ" بتایا ہے اور متعدد روایات تعظیم احیاء کے باب میں نقل کی ہیں جن میں قیام و قعود دونوں کا ذکر ملتا ہے۔ جیسے روایت ۸۳۵-۶ نہی قیام کے باب میں ہے اور اس کی تائیدی روایات اور برگزیدگی جبکہ اجازت قیام کی روایت ۸۳۷ کی تائید طحاوی، مجمع الزوائد وغیرہ سے ملتی ہے۔ اس کے بعد قیام کی ممانعت کے باب میں کئی روایات نقل کی ہیں جیسے ۸۳۸-۹ جو طحاوی میں ہے۔ روایت ۸۴۰-۴۲ ابوداؤد، ترمذی، احمد اور طحاوی میں ہے اور ان کو قیام کی دلیل بنانے والوں کی تردید میں کہا ہے کہ یہ صحیح نہیں ہے بلکہ متعدد سلف قیام بزرگان کے قائل تھے (روایات ۸۴۳-۴)۔ امام طبری نے اس باب میں حضرت معاویہ بن ابی سفیان اموی کی متعدد روایات و آثار سے استشہاد کیا ہے (۸۴۰-۴۳)

امام طبری نے اصل حدیثِ نبوی ۸۱۷-۲۲ میں عذابِ قبر کا ذکر کرکے اس کی تائیدی احادیث و روایات پیش کی ہیں۔ ان میں سے متعدد مرویاتِ طبری

کی تائید دوسرے محدثین کی مستند روایات سے ہوتی ہے جیسے ۸۴۵-۷ بخاری، نسائی، ترمذی اور احمد میں ہے، روایت ۸۴۸-۵۲ ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ ابن حبان احمد وغیرہ میں ہے، روایت ۸۵۳-۴ مختلف طرق سے بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی میں ہے۔ جبکہ روایت ۸۵۵-۷ نسائی اور ترمذی وغیرہ میں ہے اور روایت ۸۵۸ نسائی اور ابن حبان میں روایت ۸۹۹-۶۱ کسی میں نہیں ہے البتہ روایت ۸۶۲ نسائی اور احمد میں، روایت ۸۶۳-۴ احمد اور بخاری (تاریخ کبیر) میں روایت ۸۶۵ مجمع الزوائد میں، روایت ۸۶۶-۷ بخاری، مسلم اور نسائی میں، روایت ۸۶۸ نسائی میں، روایت ۸۶۹ مسلم ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ میں، روایت ۸۷۰-۷۳ مسلم، نسائی، ترمذی اور احمد میں ہے۔ پھر آثار صحابہ ہیں ۸۷۴-۷ ان میں سے بعض نسائی، ترمذی، احمد اور تاریخ بخاری میں ہیں۔ (۸۷۴) جبکہ روایت ۸۷۸-۹ بخاری مسلم، نسائی اور احمد میں ہے روایت ۸۸۰ بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ترمذی ابن ماجہ وغیرہ میں ہے۔ روایت ۸۸۱ بلا تائید ہے مگر روایت ۸۸۲-۳، بخاری مسلم، نسائی اور احمد میں ہے۔ روایت ۸۸۴ بخاری، مسلم، نسائی اور احمد میں ہے اور روایت ۸۸۵ مسند احمد اور مجمع الزوائد میں۔ روایت ۸۸۶-۷ بخاری اور نسائی میں مفصل ہے۔ جبکہ اسی کی اگلی صورت ۸۸۸ صحیحین اور احمد میں ہے۔ اسی طرح روایت ۸۸۹-۹۵ ابوداؤد کے سوا تمام صحاح ستہ میں اور احمد میں ہے۔ روایت ۸۹۶ احمد طبرانی، حاکم، مجمع الزوائد اور سیرۃ ابن ہشام میں موجود ہے۔ روایت ۸۹۷ احمد اور ہیثمی کی مجمع الزوائد وغیرہ میں ہے، روایت ۸۹۸-۹۰۲ مختلف طرق سے بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ اور احمد میں ہے۔ روایت ۹۰۳ احمد اور مجمع الزوائد میں ہے اور ۹۰۴ احمد، نسائی، ابن حبان اور مسلم وغیرہ میں ہے۔

اسی سے متعلق امام طبری نے موت کے وقت ملائکہ کے نزول اور مسلم کے لیے بشارت و مغفرت سے متعلق روایات و احادیث نقل کی ہیں جن کی تصدیق متعدد اہم محدثین کرام سے ہوتی ہے جیسے روایت ۹۰۶ بخاری، مسلم نسائی اور ترمذی میں ہے۔ اس میں یہ ذکر ہے کہ جو شخص اللہ کی ملاقات پسند کرتا ہے اللہ بھی اس کی ملاقات کو محبوب رکھتا ہے اور جو ناپسند کرتا ہے اللہ اس

پر غیظ وغضب نازل کرتا ہے اور اس کو ناپسند کرتا ہے۔ اس کی تائید میں مختلف ائمہ سلف کی روایت نقل کی ہے (ح ۹۰۷)۔

امام طبری کی حدیث ح ۱۶ کا تعلق شعر کی مذمت سے ہے جس کی تائید مجمع الزوائد سے ہوتی ہے اور ح ۹۰۸ کا بھی اسی روایت سے تعلق ہے۔ بقیہ روایات طبری کی تصدیق معتبر ائمہ حدیث سے ہوتی ہے جیسے روایت ح ۱۔ ۹۰۹ مسلم، ترمذی، ابن ماجہ اور احمد میں ہے۔ روایت ح ۲۔ ۹۱۱ بخاری (صحیح اور الادب المفرد)، دارمی، احمد اور مجمع الزوائد میں ہے۔ روایت ح ۴۔ ۹۱۳ بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، ابونعیم میں اور روایت ح ۶۔ ۹۱۵ مسلم واحمد، تاریخ کبیر بخاری اور مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے، جبکہ روایت ح ۹۱۷ بخاری کی صحیح والادب المفرد میں ہے۔ امام طبری نے اس کے بعد ان روایات کا ذکر کیا ہے جو روایاتِ سابقہ کی معارض ہیں اور جن سے شعر گوئی کی تعریف اور اجازتِ نبوی ملتی ہے۔ ان روایات کی تائید بھی دوسرے محدثین سے ہوتی ہے جیسے روایت ح ۹۔ ۹۱۸ احمد اور مجمع الزوائد میں ہے اور روایت ح ۲۴۔ ۹۲۰ صحیحین، احمد اور مجمع الزوائد میں ہے۔ روایت ح ۹۲۵ صحیحین، نسائی اور احمد میں ہے اور روایت ح ۸۔ ۹۲۶ ابوداؤد، ترمذی، مسند احمد میں اور دوسرے طرق سے مسلم اور بخاری (الادب المفرد) میں ہے جبکہ روایت ح ۹۲۹ کچھ اختلاف کے ساتھ مسلم میں، ح ۹۳۰ مجمع الزوائد میں اور ح ۹۳۲ اس کے علاوہ موارد الظمآن اور مسند میں ہے۔ روایت ح ۹۳۳ ترمذی اور مصنف ابن ابی شیبہ میں اور ح ۹۳۴ مجمع الزوائد بخاری (الادب المفرد) مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے اور روایات ح ۷۔ ۹۳۵ مسلم، ابن ماجہ احمد اور بخاری (الادب المفرد) میں ہے۔ جبکہ روایت ح ۹۳۸ روایت ح ۹۲۱ کی تکرار ہے۔ اس کے بعد شعر گوئی کے جواز کے بارے میں آثار سلف نقل کیے ہیں (ح ۴۶۔ ۹۳۹) اور ان میں سے بعض کی تائید دوسرے مآخذ سے ہوتی ہے جیسے روایت ح ۴۔ ۹۴۳ بخاری کے ادب مفرد اور مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے۔ اس کے بعد وہ روایات نقل کی ہیں جو شعر گوئی کی بالکل ممانعت کرتی ہیں۔ ان میں سے کئی دوسرے مآخذ میں پائی جاتی ہیں جیسے ح ۹۴۷ ابوداؤد، احمد کے علاوہ ابن عبدالحکم اور ابونعیم کے ہاں ہے۔ روایت ح ۵۲۔ ۹۴۸ ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن حبان اور احمد میں ہے جبکہ

۹۵۳ مجمع الزوائد میں۔ اسی طرح ۹۵۴ ۹۴۸-۵۲ میں گزر چکی۔ روایت ۹۵۵ ابن ماجہ، ابن حبان، احمد وغیرہ میں ہے۔ پھر مذمت شعر میں آثار سلف و خلف نقل کیے ہیں (۹۵۶-۶۷) آخر میں امام طبری نے اپنا مسلک بیان کیا ہے اور اس کی تائید میں روایات و اخبار نقل کی ہیں جن میں سے اکثر کی تائید دوسرے محدثین سے ہوتی ہے جیسے ۹۶۸-۷۲ مصنف ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ اور احمد میں مختلف طرق سے مروی ہے، جبکہ ۹۷۲ ترمذی، بخاری (ادب مفرد)، احمد اور مجمع الزوائد میں ہے اور روایت ۹۷۴ صرف مصنف ابن ابی شیبہ اور مجمع الزوائد میں ہے اور روایت ۹۷۵-۶ ابن عبدالبر کی الاستیعاب وغیرہ میں ہے، روایت ۹۷۷ ابن سعد میں ہے اور ۹۷۸ مجمع الزوائد اور ابن ہشام میں ہے۔ آثار و اقوالِ سلف ۹۸۰-۱۰۰۱ ہیں جن میں شعر گوئی کی اجازت اور عمل سلف کا ذکر ہے۔

حدیثِ طبری ۱۷ کا تعلق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فقر و فاقہ کشی سے ہے جس کی تائید مسلم، ترمذی، ابن ماجہ طیالسی اور احمد نے کی ہے۔ اس کی تائیدی روایات پھر امام طبری نے پیش کی ہیں اور ان کی بھی توثیق دوسرے علماء و محدثین سے ہوتی ہے مثلاً روایت ۱۰۰۲ مسلم، ترمذی اور احمد میں ہے جس کا ذکر اوپر گذر چکا ہے، جبکہ روایت ۱۰۰۳-۷ مختلف طرق سے ترمذی، احمد اور ابن ماجہ میں، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹ مسلم، بخاری وغیرہ میں ہے اور ۱۰۱۰ احمد میں، ۱۰۱۱ مسلم وغیرہ، ۱۰۱۲ مسلم، ۱۰۱۳-۶ بھی اسی طرح مذکورہ بالا میں آئی ہے۔ روایت ۱۰۱۸ بخاری، مسلم میں ہے اور روایات ۱۰۱۹-۲۲ مختلف محدثین کے ہاں موجود ہیں جن کا ذکر مسند ابن عباس میں ہے، روایت ۱۰۲۳ بخاری میں ہے، روایت ۱۰۲۴ ترمذی کی شمائل اور ابونعیم کی حلیہ میں ہے، روایت ۱۰۲۵-۲۶ مسلم، ترمذی اور ابن ماجہ میں ہے۔ روایت ۱۰۲۷ مسلم میں دوسرے طرق اور الفاظ کے اختلاف کے ساتھ ہے، ۱۰۲۸ ترمذی میں مفصل ہے اور حضرات ابوہریرہ اور ابن عباس سے دوسرے میں مروی ہے، روایت ۱۰۲۹-۳۰ دوسرے طرق سے مسند احمد میں ہے اور اس جیسی ابن سعد، طبرانی، ابن حبان، حاکم، ابونعیم، ابن الاثیر اور مجمع الزوائد میں ہے۔ روایت ۱۰۳۱-۲ بخاری، مسلم، ترمذی، احمد اور ابونعیم میں ہے۔ روایت ۱۰۳۳ صحیحین کے علاوہ ترمذی اور سیوطی میں ہے اور موخر الذکر کے بقول مذکورہ بالا

محدثین کرام کے علاوہ ابن ابی شیبہ، نسائی، ابن المنذر، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔

امام طبری نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فقر و فاقہ کشی سے متعلق روایات واحادیث کو صحیح قرار دینے کے بعد ان کا تعارضِ ظاہری ان صحیح اور مسلم روایات اور ناقابلِ تردید واقعات سے دکھایا ہے جو سیرت نبوی میں نظر آتے ہیں۔ پھر ان دونوں قسم کی متناقض روایات کے درمیان تطبیق کی ہے کہ یہ دونوں ایک زمانہ کی حالت کو بیان نہیں کرتیں بلکہ دو مختلف احوال کو تعبیر کرتی ہیں اور بتاتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بہت سے اصحاب کرام صاحبِ مال وغنا اور مالکِ وسائلِ حیات تھے مگر ان کے بے کراں جود و کرم اور بے پناہ بخشش و عطا کے سبب ان پر پیغمبری وقت اکثر آن پڑتا تھا۔ پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اقوال وارشادات مبارکہ اور اپنے اعمال وسننِ مقدسہ کے ذریعہ اپنی امت کو جود و کرم اور بخشش و عطا اور فیاضی وسخاوت کا حکم دیتے رہتے تھے جس کے سبب فقر و فاقہ کے احوال طاری ہو جاتے تھے۔ اس کی تصدیق وتائید کے لیے امام طبری نے جود و کرم، قلت وقناعت اور صبر و توکل سے متعلق آپ کے ارشادات وسنن اور صحابہ کرام اور سلفِ عظام کے آثار واقوال بیان کیے ہیں۔ ان میں سے بیشتر دوسرے محدثین ومورخین کے ہاں بھی کسی نہ کسی صورت میں پائے جاتے ہیں۔ جیسے روایت ۱۰۳۴ء اور ۱۰۳۵ء ابن ماجہ میں ہے اور موخر الذکر میزان الاعتدال اور لسان المیزان میں بھی ہے جبکہ ۱۰۳۶-۷ء ابن ماجہ کے علاوہ احمد میں بھی ہے۔ آثارِ صحابہ وتابعین (۱۰۳۸-۵۳ء) تک وسیع ہیں اور ان کی تصدیق بھی ملتی ہے مثلاً روایت ۱۰۴۲ء لسان العرب (مادہ لوث) میں موجود ہے یا ۱۰۴۳-۴ء تاریخ کبیر بخاری میں ہے روایت ۱۰۴۹-۵۰ء حلیۃ الاولیا میں ہے۔

حدیثِ طبری ۱۸-۲۳ء کا مرکزی موضوع ہے: الذهب بالذهب ربًا الا هاء وهاء، والتمر بالتمر ربًا الا هاء وهاء، والشعير بالشعير ربًا الا هاء وهاء (سونے کا تبادلہ سونے سے، کھجور کا کھجور سے اور جو کا جو سے سود ہے مگر یہ کہ وہ برابر سرابر ہو) ان کی تصدیق صحاح ستہ میں پوری طرح ملتی ہے اور ان کے علاوہ احمد اور حمیدی میں بھی۔ امام مالک کی مؤطا میں بھی اس کی تائید موجود ہے۔ امام طبری نے اس

مرفوع حدیثِ نبوی کو حضرت عمرؓ پر موقوف کرنے اور اس کو قول/اثرِ عمر بتانے والوں کی روایات ذکر کرنے کے بعد (ع ۱۰۵۴-۶۵) ان مرفوع احادیث کا ذکر کیا ہے جو حضرت عمر کی مذکورہ بالا مرفوع حدیث کی تصدیق وموافقت کرتی ہیں اور جن کو صحابہ کرام کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔ ان میں سے زیادہ تر کی تائید دوسرے محدثین کرام کی مرویاتِ مستند سے ہوتی ہے۔ مثلاً روایت ع۱۰۶۶ حاکم میں ہونے کے علاوہ ابن ماجہ میں اسی سند سے ہے، روایت ع۱۰۶۷ دوسرے الفاظ وطرق سے بخاری مسلم، نسائی اور حمیدی میں ہے۔ جبکہ روایات ع۱۰۶۸-۷۹ کا مدار حضرت مولیٰ ابن عمر پر ہے اور وہ ایک ہی حدیث ہیں لیکن ان کے طرق والفاظ مختلف ہیں (ملاحظہ ہو ع۱۰۶۱) یہ روایت مختصر یا مفصل بخاری، مسلم، نسائی، ترمذی اور مالک اور احمد نے بھی روایت کی ہے۔ اس کے علاوہ روایت ع۱۰۸۰ اثرِ عمر ہے جبکہ حدیث ع۱۰۸۱ مکرر ہے (ع۱۰۶۶) اور حدیث ع۱۰۸۲ بیہقی کی سنن میں بھی ہے۔ روایت ع۱۰۸۳-۸۴ مسند احمد میں ہے۔ امام طبری نے اس کے بعد علماء وفقہاء کے اختلاف اور اس سے متعلق ان کے اقوال وفتاویٰ کا ذکر کیا ہے (روایات ع۱۰۸۵-۹۰ صحابہ وتابعین کے علاوہ فقہاء اولین جیسے مالک، اوزاعی، ثوری، ابوحنیفہ، زفر، ابویوسف، محمد، شافعی کا یہی مسلک ہے، پھر روایات ع۱۰۹۱ میں دوسرا مسلک اور ان کی روایات واقوال ہیں جن میں صرف حضرت ابوہریرہؓ کی ایک روایت ہے۔ پھر امام مالک نے اپنا مسلک بیان کیا ہے اور عقلی دلائل کے علاوہ نقلی دلائل میں روایت ع۱۰۹۲ نقل کی ہے جو نسائی ابن ماجہ اور احمد میں بھی ہے۔ پھر اصل حدیث عمر ع۱۸-۲۳ کے احکام صرف پر بحث کامل کی ہے۔ غریب الفاظ کی تشریح میں مشہور حدیث ام زرع سے استشہاد کیا ہے جو صحیحین میں موجود ہے۔

حدیثِ طبری ع۲۴-۵ کا مفہوم ہے کہ اگر کسی شخص کی رات کی نماز تلاوت کا کوئی حصہ چھوٹ جائے اور وہ اسے فجر وظہر کے درمیان پڑھ لے تو اسے رات کی ہی عبادت لکھا جائے گا۔ یہ حدیث مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور احمد میں موجود ہے۔ پھر امام طبری نے وہ روایات (ع۱۰۹۳-۹۷) نقل کی ہیں جو اس حدیث کو اثر موقوف عمر بناتی ہیں اس حدیث سے فقہی حکم کے استنباط کے

بعد دوسرے آثارِ سلف دئے ہیں۔ (۱۰۹۸-۱۱۰۳ء) اور پھر دوسری احادیثِ مرفوعہ سے اصل حدیثِ عمر کی تائید فراہم کی ہے اور ان میں سے بھی زیادہ تر احادیث دوسرے مآخذ میں موجود ہیں جیسے روایت ۱۱۰۴-۵ء ابوداؤد اور ابن ماجہ کے علاوہ احمد میں بھی ہے روایت ۱۱۰۶ء ترمذی اور احمد نے نقل کی ہے۔ جبکہ ۱۱۰۷-۸ء میں امام طبری کے بقول کچھ اسنادی ضعف ہے تاہم وہ ابوداؤد، ابن ماجہ اور احمد میں ہے۔ امام طبری کی اسناد پر تنقید بہت اہم ہے اگرچہ اس کی وضاحت یہاں نہیں ہے۔

حدیثِ طبری ۲۶-۲۸ء کا مرکزی موضوع قرآن مجید کے سبعۃ احرف پر نزول ہے اور اس میں سورۂ فرقان پر حضرت عمرؓ اور حضرت ہشام بن حکیم کے اختلافِ قرارت کا ذکر ہے۔ امام طبری نے اس پر یہاں بحث نہیں کی ہے بلکہ اس کے لیے اپنی تفسیر کا حوالہ دیا ہے۔ لیکن حدیث تمام بڑی کتبِ احادیث میں خاص کر بخاری، ترمذی میں موجود ہے۔

حدیثِ طبری ۲۹ء کا مرکزی موضوع قرآن کے ذریعہ کچھ اقوام کی سربلندی اور کچھ کی پستی عطا کرنا ہے۔ یہ حدیث مسلم، ابن ماجہ اور احمد میں موجود ہے۔ روایت ۱۱۰۹ء میں اس مرفوع حدیث کو حضرت عمر سے حضرت عمرو بن واثلہ کے ذریعہ روایت کیا گیا ہے۔ وہ مسند احمد میں عامر بن واثلہ سے مروی ہے۔ اس سے فقہی حکم کا استنباط کرنے میں امامت کے بارے میں ایک حدیث مرفوع نقل کی ہے جو مسلم، ابوداؤد اور ترمذی میں بھی ہے۔

حدیثِ طبری ۳۰-۳۴ء ہے:

انما الاعمال بالنیۃ، وانما	اعمال کا دارومدار نیت پر ہے
لامرئ مانوی، فمن کانت	جس شخص کی ہجرت اللہ اور اس کے
ھجرتہ الی اللہ ورسولہ، فھجرتہ	رسول کے حکم کی تعمیل میں ہوگی اس
الی اللہ ورسولہ، ومن کانت	کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول ہی کے
ھجرتہ لدنیا یصیبھا او	لیے ہوگی اور جس کی ہجرت کا مقصد دنیا
امراۃ یتزوجھا، فھجرتہ	حاصل کرنا یا کسی عورت سے نکاح کرنا ہوگا
الی ماھاجرالیہ	اس کی ہجرت اسی راہ میں ہوگی۔

یہی روایت مختلف الفاظ وطرق سے بخاری کے مختلف ابواب میں ہے مسلم، ابوداؤد نسائی، ترمذی اور احمد میں بھی ہے۔ امام طبری نے اس سے فقہی احکام کا استنباط کر کے اپنا مسلک واضح کیا ہے اور اعمال کے نیت پر مبنی ہونے کا فتویٰ دے کر اس سے متعلق دوسری احادیث وروایات نقل کی ہیں۔ ان کی تصدیق بھی دوسرے مآخذ سے ہوتی ہے۔ جیسے روایت ع۱۱۱۱-۳ مسلم، ابن ماجہ اور احمد نے، روایت ع۱۱۱۵-۶ مسلم، ترمذی، نسائی وغیرہ نے، روایت ع۱۱۱۷ حاکم نے، روایت ع۱۱۱۸ اور ع۱۱۱۸م ابن ماجہ نے، روایت ع۱۱۱۹ حاکم نے روایت کی ہے جبکہ روایت ع۱۱۱۴ اور ع۱۱۲۰ کی تائید نہیں مل سکی۔ اس کے بعد امام طبری نے صحابہ وتابعین کے آثار نقل کیے ہیں (ع۱۱۲۱-۳۲ اور ع۱۱۳۳) پھر ان کی متصادم احادیثِ مرفوعہ نقل کی ہیں جیسے روایت ع۱۱۳۴-۴۰ جو حضرت ابوہریرہ سے مرفوعاً منقول ہے (ترمذی، بخاری (تاریخ کبیر میں ہے) روایت ع۱۱۴۱-۴۳ آثار صحابہ وسلف پر مبنی ہے۔

حدیثِ طبری ع۳۵ کا مرکزی نقطہ ہے کہ امرِ الٰہی کے آنے تک امتِ محمدی کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر اور نصرتِ الٰہی کا مستحق رہے گا۔ امام حاکم نے اسی سند سے اس روایت کو نقل کیا ہے اور ہیثمی نے مجمع الزوائد میں کچھ اختلاف کے ساتھ روایت کیا ہے۔ امام طبری نے پھر اس خبر/حدیث کو دوسرے رُواۃ کی سند پر نقل کیا ہے۔ ان میں روایت ع۱۱۴۴ حاکم اور بخاری (تاریخ کبیر) میں ہے۔ روایت ع۱۱۴۵-۶ کی تائیدِ محدثین نہیں ملتی جبکہ روایت ع۱۱۴۷-۵۲ مختلف طرق سے مسلم اور احمد، بخاری اور احمد، احمد اور شیخین اور احمد نے چار طرق سے نقل کی ہے روایت ع۱۱۵۳ ابن ماجہ، ابن حبان، احمد اور مجمع الزوائد میں ہے۔ روایات ع۱۱۵۴-۶ صحیحین اور احمد میں ہے۔ روایت ع۱۱۵۷ مسلم میں مفصل ہونے کے علاوہ ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، احمد اور حاکم میں ہے۔ روایت ع۱۱۵۸ احمد اور مجمع الزوائد میں ہے۔ جبکہ روایات ع۱۱۵۹-۶۲ ابوداؤد، احمد اور حاکم میں ہے اور روایت ع۱۱۶۳ نسائی اور احمد میں اور روایت ع۱۱۶۴ مسلم کے دو کتب میں ہے۔

ان احادیث واخبار کی تشریح میں امام طبری نے معترضین کے اعتراض کو دور کرتے ہوئے ان دوسری روایات کو پیش کیا ہے جو یہ بتاتی ہیں کہ قیامت اس وقت آئے گی جب اللہ کہنے والا کوئی نہ ہوگا۔ بظاہر ان دونوں قسم کی روایات میں تضاد نظر آتا ہے۔ یہ روایت بھی دوسری کتب حدیث میں ملتی ہیں۔ روایت ۱۱۶۵-۷ ترمذی اور مجمع الزوائد میں، روایت ۱۱۶۸ حاکم میں، روایت ۱۱۶۹ روایت ۱۱۶۹ روایت ۱۱۴۴ کی تکرار ہے، روایت ۱۱۷۰-۷۲ بخاری اور احمد میں ہے، روایت ۱۱۷۳ احمد وحاکم اور مجمع الزوائد میں، روایت ۱۱۷۴ مسلم، ترمذی، ابن ماجہ اور احمد میں مفصل آئی ہے، روایت ۱۱۷۵ مسلم میں ہے جبکہ روایت ۱۱۷۶ بلا تائید ہے۔ امام طبری نے ان روایات پر بحث کرکے ان کے درمیان تطبیق دی ہے۔ تشریح الفاظِ غریبہ میں بھی ان کی بعض روایات کی تائید احمد اور ابن ماجہ وغیرہ سے ہوتی ہے۔

حدیثِ طبری ۳۶ کے دو اہم نکتے ہیں۔ اول شکار کو مارنے سے قبل اگر اس میں خون نظر آئے تو کھانا چاہیے یا نہیں؟ اور دوم ہر ماہ کے تین روزے۔ چاندنی راتوں۔ تیرہ تا پندرہ۔ رکھنا مسنون ہیں۔ طبری کی اس روایت کی تائید حمیدی، نسائی، طیالسی، عبدالرزاق، احمد، بخاری (کی تاریخ کبیر) اور مجمع الزوائد سے ہوتی ہے کچھ اختلاف کے ساتھ دوسرے رواۃ سے مروی روایات طبری میں سے روایت ۱۱۷۷ بلا تائید ہے مگر روایت ۱۱۷۸ نسائی میں حضرت ابی بن کعب سے مروی ہے۔ روایت ۱۱۷۹ احمد میں دوسرے طریق سے ہے، روایت ۱۱۸۰ مرسل ہے، روایت ۱۱۸۱ اختلاف کے ساتھ نسائی میں ہے اور روایت ۱۱۸۲ نسائی کے علاوہ ترمذی میں ہے۔ یہ دونوں مسائل سے متعلق روایات طبری ہیں۔

پھر حضرت عمرؓ سے جن صحابہ کرام نے اپنی مرویات میں مسئلہ اول پر اتفاق کیا ہے ان کو امام طبری نے بیان کیا ہے۔ ان میں سے روایت ۱۱۸۳-۴ اسی انداز سے بخاری میں مختلف طرق سے ہے۔ وہ مسلم، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ اور احمد میں بھی ان کی اسناد کے ساتھ موجود ہے۔ روایت ۱۱۸۵ ابوداؤد اور بیہقی میں، روایت ۱۱۸۶ تاریخ کبیر بخاری اور ابن ماجہ میں، روایت ۱۱۸۷ ترمذی میں، اور روایت ۱۱۸۸-۹۵ بخاری (کبیر) ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ اور احمد میں ہیں اس کے بعد امام طبری نے صحابہ اور سلف کے

آثار نقل کیے ہیں (۱۱۹۶-۹۹ کراہت میں، ۱۲۰۰-۹ اجازت میں) اور مختصراً ان کے دلائل دئیے ہیں۔

پھر ہر ماہ تین دنوں کے روزوں کے بارے میں روایات نقل کی ہیں اور اس موضوع کے سلسلے میں اہلِ علم کا اختلاف بیان کیا ہے۔ پہلے ان ائمہ سلف کے مسلک کا ذکر کیا ہے جو چاندنی راتوں۔ تیرہ، چودہ اور پندرہ ۔ کے روزوں کو مسنون سمجھتے ہیں (روایات ۱۲۱۰-۱۸) ان میں سے روایت ۱۲۱۳ عبدالرزاق اور نسائی نے بھی بیان کی ہے۔ دوسرا مسلک یہ ہے کہ ہر ماہ کے ایک دوشنبہ اور دو جمعراتوں کا روزہ رکھنا مسنون ہے جیسا کہ روایت ۱۲۱۹ میں حضرت ام سلمہ سے مروی ہے۔ اس کی تائید دوسرے مآخذ سے نہیں ملتی۔ دوسرا مسلک یہ ہے کہ ایک ماہ میں شنبہ، یکشنبہ اور دوشنبہ کا روزہ رکھا جائے اور دوسرے ماہ سہ شنبہ چہار شنبہ اور پنج شنبہ کا۔ (اثر حضرت عائشہ ۱۲۲۰) تیسرا حضرت حسن بصری کا مسلک ہے جو ہر ماہ کے پہلے تین دنوں کا روزہ رکھا کرتے تھے اور اس کی تعلیم بھی دیتے تھے (روایت ۱۲۲۱) اور چوتھا مسلک حضرت ابراہیم نخعی کا ہے جو ہر ماہ کے آخری تین دنوں کا روزہ رکھا کرتے تھے (روایت ۱۲۲۲)

ان تمام مسالک کے عقلی دلائل دے کر ہر ایک کی تائیدی روایات الگ الگ دیتے ہیں۔ ہر ماہ کے شروع کے تین دنوں میں روزہ رکھنے کی روایات ۱۲۲۳-۵ ابوداؤد، نسائی، ترمذی، اور احمد میں ہے۔ آخر دنوں کے قائلین کی روایت کوئی نہیں دی ہے۔ امام طبری نے ان تمام روایات میں تطبیق دے کر ان کی تصحیح کی ہے۔ غریب الفاظ کی تشریح میں امام طبری نے جن روایات و اخبار سے استشہاد کیا ہے ان میں سے بعض دوسرے اہم مآخذِ حدیث میں موجود ہیں۔ مثلاً رسول اکرمؐ ازہر اللون (خوش رنگ) تھے۔" کی روایت بخاری میں بھی موجود ہے اسی طرح حضرت موسیٰ اشعریؓ کی روایت بھی صحیح بخاری میں ہے۔

حدیث طبری ۳۷ شیخ رشیخہ کے رجم کرنے کے بہت اہم مسئلہ سے متعلق ہے۔ وہ احمد، حاکم، دارمی، بیہقی اور بقول ابن حجر نسائی میں بھی ہے۔ امام طبری نے اس اہم حدیث کی دوسری مرویاتِ صحابہ کرام سے تصدیق فراہم کی ہے۔ ان میں سے

اخبار ۱۲۲۶-۳۱ بسند حضرت ابی بن کعب مختلف طرق سے مروی ہے اور وہ طیالسی واحمد کے مسانید، بیہقی کی سنن اور حاکم کی مستدرک میں بھی ہے، روایت ۱۲۳۲ بسند مذکور اور روایت ۱۲۳۳ بسند حضرت کثیر بن الصلت دونوں مکرر ہیں اور بلا تائید۔ امام طبری نے اس کے فقہی احکام و مسالک کا ذکر کر کے "رجم زانی" سے متعلق کئی روایات نقل کی ہیں۔ ان میں سے روایت ۱۲۳۴ احمد میں روایت ۱۲۳۵ کسی حد تک مسلم میں، اور روایت ۱۲۳۷ سنن بیہقی میں ہے، جبکہ ۱۲۳۶ اثر عمر رضی اللہ عنہ ہے۔

حدیث طبری ۳۸-۴۳ کا مفہوم یہ ہے کہ مشرکین (جمع / مزدلفہ سے) اس وقت واپس ہوتے جب سورج ثبیر کی پہاڑیوں کو روشن کر دیتا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی مخالفت میں طلوع شمس سے قبل ہی لوٹنے لگے تھے۔ یہ حدیث بخاری، ابوداؤد، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ، احمد اور طیالسی میں ہے۔ اس کی تائید میں امام طبری نے دوسرے صحابہ کرام کی متعدد مرویات پیش کی ہیں۔ ان میں سے روایت ۱۲۲۸-۹ ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور احمد میں مختلف طرق سے ہے، روایت ۱۲۴۰ ترمذی اور احمد میں ہے، روایت ۱۲۴۱ احمد میں ہے، روایت ۱۲۴۲ ابن حجر نے نقل کر کے ابن خزیمہ اور طبری کی طرف منسوب کی ہے اور ہیثمی کی مجمع الزوائد میں بھی ہے۔ روایت ۱۲۴۳ بلا تائید ہے، روایت ۱۲۴۴ مسلم، ابوداؤد اور ابن ماجہ کی طویل حدیث کا ایک جزو ہے، اخبار ۱۲۴۵-۷ مجمع الزوائد میں ہیں۔ غریب الفاظِ حدیث کی تشریح میں امام طبری نے جن روایات سے استشہاد کیا ہے ان میں سے ایک: انہ نهٰی عن ان یضحی بشرقاء (آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کان کٹے جانور کی قربانی سے منع کیا ہے) سنن ابی داؤد، نسائی اور ترمذی میں موجود ہے۔

حدیث ۴۶-۴۳ کا اصل نکتہ ذوالحلیفہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو رکعات پڑھنے سے متعلق ہے۔ پھر دورانِ سفر نماز قصر کرنے سے متعلق مختلف روایات دی ہیں۔ اول مسلک یہ ہے کہ مدینہ اور ذوالحلیفہ کے درمیانی مسافت پر نماز قصر نہیں کی جا سکتی۔ اس کی تائیدی روایاتِ طبری میں زیادہ تر آثار صحابہ و تابعین ہیں (۱۲۴۸-۸۵) جن کا تعلق مختلف مسافتوں اور ان کے سبب نماز قصر کرنے سے ہے ان پر بحث کر کے

پھر ان احادیثِ مرفوعہ کا ذکر کیا ہے جو قصر سے متعلق رسول اکرم سے مروی ہیں۔ روایات ع ۱۲۸۶-۹۱ لبتہ حضرت انس بن مالکؓ متعدد کتبِ احادیث میں موجود ہیں جیسے روایت ع ۱۲۹۲-۳ کی تائید نہیں مل سکی۔ روایات ع ۱۲۹۴-۱۳۰۱ آثارِ حضرت علی ہیں۔ اسی طرح بعد کی روایات بھی ع ۱۳۰۲-۱۱ آثارِ سلف ہیں۔ البتہ غریب الفاظ کی تشریح میں امام طبری کی تشریحِ "جیش" میں نقل کردہ حدیث نبوی مسلم، نسائی، ابن ماجہ اور احمد میں ہے۔

حدیثِ طبری ع ۱۳۰۷-۸ حضرت عمرؓ کی اس وصیت سے متعلق ہے جس کے مطابق انھوں نے خلیفہ سوم کے انتخاب کے لیے چھ صحابہ کرام پر مشتمل مجلسِ شوریٰ/انتخاب بنادی تھی۔ وہ امام بخاری اور حافظ ابن حجر نے مفصل نقل کی ہے۔ امام طبری نے اپنی حدیث/روایت اصلی دو تائیدی روایت ع ۱۳۱۲-۴ نقل کی ہیں مگر ان کی تصدیق دوسروں سے نہیں ہوسکی۔ اسی طرح دوسری مرویاتِ طبری جو تائید میں نقل کی ہیں (ع ۱۳۲۵-۲۷) بھی بلا تائید ہیں۔ البتہ تلاش و تفحص سے ان کی تائید فراہم کی جاسکتی ہے۔

حدیثِ طبری ع ۲۹ کا مرکزی مسئلہ عہدِ فاروقی میں حضرت علی سمیت صحابہ کرام کے مشورہ پر گھوڑوں اور غلاموں پر زکوٰۃ عائد کرنے سے متعلق ہے۔ اس کی تائید احمد اور بیہقی سے ہوتی ہے۔ اس ضمن میں متعدد آثارِ عمرؓ نقل کیے ہیں (ع ۱۳۲۸-۳۱)۔ پھر وہ احادیثِ مرفوعہ مختلف صحابہ کرام سے نقل کی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں پر زکوٰۃ نہیں عائد کی تھی۔ ان میں سے ایک اثرِ عمرؓ ۱۳۳۱ عبدالرزاق اور بیہقی نے نقل کیا ہے جبکہ روایت ع ۱۳۳۲-۳ ابن ماجہ اور احمد نے روایت ع ۱۳۳۴-۶ ترمذی، ابوداؤد، نسائی اور احمد نے، روایت ع ۱۳۳۷-۴۹ بخاری، مسلم، ابوداؤد نسائی، ترمذی، ابن ماجہ اور احمد نے روایت کی ہے۔ اس کے بعد اسی مفہوم کے آثارِ صحابہ و تابعین ہیں (ع ۱۳۵۰-۶۵) اس کے بعد ان علماءِ سلف کی تائیدی روایات ہیں جو ان دونوں پر زکوٰۃ عائد کرتی ہیں (ع ۱۳۶۶-۷۰)

مسندِ عمر کی آخری حدیث طبری ع ۵ جس کا مفہوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نشہ سے سرشار کو نماز پڑھنے سے روکا۔ یہ روایت ابوداؤد، نسائی، ترمذی اور احمد میں ہے۔ اس کے بعد یہ مسند ناقص رہ گئی ہے۔ اس لیے دوسری روایات اور مباحث نہیں ہیں۔

مسند عمر بن خطاب کی مانند مسند علی بن ابی طالب میں بھی امام طبری کی نقل کردہ مرفوع احادیث اور ان کی تائیدی روایات و آثار کا یکساں زریں سلسلہ ہے۔ اس مسند میں کل تینتالیس ۴۳ اصل احادیث ہیں اور ان کی تائیدی روایات و آثار کی تعداد ساڑھے چار سو کے قریب ہے۔ ان میں سے بیشتر احادیثِ مرفوعہ کی تائید و توثیق دوسرے محدثین کرام کی مرویات معتبرہ سے ہوتی ہے۔ ذیل میں ان کا تجزیہ پیش ہے۔

حدیثِ طبری ع ۱ ہے:

لا صَفَرَ، ولا هامةَ، ولا يُعْدِي سقيمٌ صحيحًا	نہ صفر کے مہینے میں کوئی نحوست ہے اور نہ الو میں اسی طرح کسی مریض کا مرض بذات خود کسی تندرست کو نہیں لگتا۔

وہ مجمع الزوائد میں بھی ہے۔ پھر دوسری دو سندوں سے مروی روایات اس کی تائید فراہم کی ہے مگر ان کی تصدیق دوسرے مآخذ سے نہیں ہوتی کیونکہ ان کی سند میں بقول طبری "نظر" ہے۔ اس کے بعد حضرت علیؓ کی اصل حدیث کی تائید میں دوسرے صحابہ کرام کی روایت کردہ احادیث نقل کی ہیں۔ ان میں سے روایات ع ۳-۶ (بسندِ ابوہریرہؓ) بخاری، مسلم، ابوداؤد اور احمد میں ہے۔ روایت ع ۷ (بسندِ مذکور) صحیحین میں، روایت ع ۸ احمد اور طحاوی میں اور حمیدی میں اختلاف کے ساتھ ہے، روایات ع ۸ م (مرسل) اور ع ۹ (بسند مذکور) طحاوی میں، روایت ع ۱۰ چوتھی روایت کے ساتھ ملحق ہے، روایت ع ۱۱ بلاتائید ہے مگر روایات ع ۱۲-۱۳ انھیں اسناد کے ساتھ احمد اور طحاوی میں مختصراً موجود ہیں۔ روایات ع ۱۴-۱۵ احمد میں، روایت ع ۱۶ احمد اور طحاوی میں، روایات ع ۱۷-۱۹ (بسند حضرت سعد بن ابی وقاص) ابوداؤد اور احمد میں، روایات ع ۲۰-۲۱ (بسند حضرت سائب بن یزید) مسلم اور احمد میں، روایات ع ۲۲-۲۲ (بروایت ابن عمر) صحیحین میں اور روایت ع ۲۳ بخاری میں، روایت ع ۲۴ (بسند جابر) طحاوی اور مجمع الزوائد میں، روایات ع ۲۵-۲۶ اسی سند سے مسلم میں اور دوسری سند سے احمد میں، روایات ع ۲۷-۲۸ (بسند ابوسعید خدری) بلاتائید ہے جبکہ روایات ع ۲۹-۳۲ (بسند ابن عباس) احمد میں، روایات ع ۳۳-۳۴ (بسند انس بن مالک) بخاری، مسلم، ابوداؤد اور احمد میں ہے جبکہ روایت ع ۳۵ (بسند جابر بن عبداللہ) بلاتصدیق آئی ہے۔[۱۲۹]

امام طبری نے ان روایات کی بنیاد پر اصل حدیث سے فقہی /اسلامی حکم کا استنباط کیا ہے اور پھر مذکورہ بالا روایات کی مخالفت کرنے والی روایات بیان کی ہیں تاکہ ان کا جواب دیا جائے یا توجیہ کی جائے۔ ان میں سے روایت ۳۶ (حدیث ابی ہریرہ) بخاری، مسلم اور احمد میں، روایت ۳۷ (حدیث قتادہ) احمد میں اور طحاوی اور مجمع الزوائد میں بھی ہے، روایت ۳۸ (حدیث ابی ہریرہ) احمد میں، روایت ۳۹ سابقہ کی مفصل شکل ہے اور بلا تائید ہے، روایت ۴۰-۴۱ (حدیث شرید بن سوید ثقفی) مسلم، احمد اور ابن ماجہ میں، روایت ۴۲ (ابو قلابہ) مرسل ہے، روایت ۴۳ (ابن عباس) مسند احمد میں، روایت ۴۴ مسند کے علاوہ ابن ماجہ میں بھی ہے۔ روایت ۴۵ سابقہ روایت ۴۳ ہی ہے۔ روایت ۴۶ روایت ۴۴ کی تکرار ہے۔ روایت ۴۷ (ابو فضالہ عن.... فاطمہ) بھی سابقہ کی ایک صورت ہے، روایات ۴۸-۵۲ (بسند سعد بن ابی وقاص) ابو داؤد اور طحاوی میں ہے۔ روایات ۵۳-۵۷ (حدیث ابن عمرؓ) صحیحین، موطا، ترمذی، نسائی، احمد اور طحاوی میں ہیں۔ روایت ۵۸ (حدیث ابن عمر) بلا تائید ہے۔ جبکہ روایات ۵۹-۶۰ (حدیث ابی سعید خدری) ضعیف و بلا تائید ہیں۔ روایات ۶۱-۶۳ (حدیث جابر) مسلم اور نسائی میں، روایات ۶۴-۶۷ (حدیث سہل بن سعد ساعدی) صحیحین، موطا، احمد اور طحاوی میں ہیں۔ روایت ۶۸ (حدیث انس) موطا، ابو داؤد، بخاری (الادب المفرد) میں ہے، روایت ۶۹ (ابن عمر) مجمع الزوائد میں ہے۔ ان تمام روایات میں فال و بدشگونی کے ہوتے کا ذکر کسی نہ کسی صورت میں ہے۔

پھر ان روایات و احادیث کا ذکر کیا ہے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ بدشگونی اور فال وغیرہ کچھ نہیں اور مذکورہ بالا احادیث و روایات کا وہ مقصود نہیں جو سمجھا گیا۔ ان میں مجذوم یا متعدی مرض میں مبتلا شخص کے ساتھ کھانے کا بھی ذکر پایا جاتا ہے ان میں سے روایت ۷۰-۷۶ وغیرہ ابن سعد، بخاری وغیرہ میں ہیں۔ (آثار ۷۰-۸۳) اہل جاہلیت عدم توکل کے سبب ان لوگوں سے اجتناب کرتے تھے مگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے توکل علی اللہ کا سبق دیا اور اس معنی کی روایات متعدد ہیں۔ مرویات طبری میں سے روایت ۸۴ ترمذی، ابو داؤد اور طحاوی میں ہے

حیب کر روایت ۸۵ مرسل ہے۔ پھر اس کے برعکس ان روایات و آثار کا ذکر ہے جن میں مجذوم جیسے لوگوں سے اجتناب کا ذکر و حکم ملتا ہے۔ ان مرویات طبری کی تعداد تین ہے (۸۶-۸) امام طبری نے اس کے بعد ان تمام روایات میں تطبیق دے کر صحیح حکمِ نبوی بتایا ہے۔

حدیث علی بروایت طبری ۲ کا مفہوم یہ ہے کہ تمام قبروں کو ہموار، تمام تصویروں مجسموں کو مسخ کرنے کا حکم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو دیا تھا۔ ان کے تعمیل کرنے کے بعد ان کو تاجرِ خیر ہونے کی ہدایت کی کیونکہ وہی لوگ عمل میں سبقت کرنے والے ہیں۔ یہ حدیث دوسرے انداز سے مختصراً مسند احمد میں موجود ہے۔ کم از کم تین مزید احادیث حضرت علی سے دوسروں نے اسی مفہوم کی روایت کی ہیں (۹۱-۸۹) اس کے بعد امام طبری نے دوسرے صحابہ کرام سے کئی احادیثِ مرفوعہ نقل کی ہیں جن میں غیر متقی تجارت و تاجروں کی مذمت آتی ہے۔ ان میں سے روایات ۹۲-۵ (لسند رفاعہ بن رافع) ابن ماجہ، حاکم وغیرہ میں ہے۔ روایت ۹۶ مجمع الزوائد میں، روایات ۱۰۰-۹۷ احمد، حاکم اور مجمع الزوائد میں مختلف طرق و انداز سے ہیں۔ امام طبری نے اس کے بعد ان روایات و احادیث کو بیان کیا ہے جن میں امانت دار تاجروں اور مومنانہ تجارت کی تعریف اور توصیف آئی ہے۔ ان میں سے روایت ۱۰۱ ترمذی میں اور روایت ۱۰۲-۳ بلا تائید ہے۔ پھر آثار صحابہ و سلف اس کی تائید میں بیان کیے ہیں (روایات ۱۰۳-۹) اور ان کی تائید و توثیق پھر احادیث نبوی سے فراہم کی ہے جن میں سے روایات ۱۱۰-۱۱ (ابوذر غفاری) احمد میں، روایات ۱۱۲-۵ (ابوذر) مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ اور احمد میں ہے۔ روایات ۱۱۶-۷ بخاری، مسلم اور نسائی اور احمد میں ہیں۔ روایات ۱۱۸-۹ مرسل ہیں جبکہ روایات ۱۲۰-۲۱ (ابوقتادہ) مسلم، نسائی اور ابن ماجہ میں ہیں۔ روایات ۱۲۲-۶ (ابوہریرہ) صحیحین ابوداؤد، نسائی اور عبدالرزاق میں ہیں۔ اسی پر یہ بحث ختم ہوتی ہے۔

حدیثِ طبری ۳-۵ کا مرکزی نکتہ یہ ہے کہ جو شخص اپنے مورث کے قرض کی ادائیگی کی ذمہ داری لیتا ہے وہ جنتی ہے۔ یہ ایک ہی حدیث ہے جس کی کسی نے تصدیق نہیں کی۔ اسی طرح اس کی تائید میں دوسری حدیث طبری ۱۲۷ بھی بلا تصدیق ہے۔ امام طبری نے اس کے بعد دوسرے صحابہ کرام سے اسی مفہوم و معنی کی تین روایات

(حضرت جابر بن عبداللہ) نقل کی ہیں جو مصدقہ ہیں کیونکہ ان کو (ع۱۲۸-۳۰) بخاری، حمیدی اور احمد نے نقل کیا ہے۔ امام طبری نے اس کے بعد مالِ ضمان کی مقدار وغیرہ سے متعلق مالک و آثارِ سلف روایت کئے ہیں۔ (ع۱۳۱-۳۲) اور اس مسئلہ پر صحیح مسلک بدلائل و براہین بیان کیا ہے۔

حدیث ع۶ میں حضرت علیؓ کی ابن ملجم کے ہاتھوں شہادت اور اس کے قتل کا مسئلہ متعلق ہے۔ وہ احمد اور مجمع الزوائد میں ہے۔ پھر قاتل کی سزا کے بارے میں کہ اس کو مصلوب کیا جائے دو آثار سلف (ع۱۳۴-۵) بیان کر کے مسلم قاتل کو قتل یا مصلوب کرنے کے بجائے فدیہ ادا کرنے کا ذمہ دار بتایا ہے اور اس کی تائید میں روایت ع۱۳۶ بیان کی ہے جو صرف سیرۃ ابن ہشام میں ہے۔ اس کے بعد ان روایات و آثار کا ذکر کیا ہے جن کے مطابق حضرت علی نے اپنے قاتل کو صرف قتل کرنے کا حکم دیا تھا۔ مثلہ کرنے اور جلانے کا حکم نہیں دیا تھا اور یہ دونوں عوام کے کام تھے (روایت ع۱۳۷) اس کے بعد ان روایات و احادیث کا ذکر کیا ہے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ نے قاتلوں/مجرموں کے زندہ جلانے کا بھی حکم دیا تھا۔ ان میں سے روایت ع۱۳۸ ابن ہشام میں مفصلاً ہے مگر بخاری میں معلقاً آئی ہے۔ اس کو ابوداؤد، ترمذی، احمد اور بیہقی نے بھی کسی نہ کسی صورت میں روایت کیا ہے۔ پھر اس مفہوم کے آثار و اقوال سلف ہیں (ع۱۳۹-۵۰) اور اس کی تائید میں ایک حدیث مرفوع ع۱۵۱ بیان کی ہے جو تفسیر طبری کے علاوہ صحیحین، ابوداؤد اور نسائی میں ہے (یہ روایت عرنیین کے بارے میں ہے)

حدیث طبری ع۷ ہے:

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا اراد ان یسیر قال: اللھم بک اصول وبک احل وبک اسیر	نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مہم پر جانے لگتے تو یہ دعا پڑھتے تھے: اے اللہ میں تیرے ہی بھروسے اقدام کرتا ہوں، اور تیرے ہی بھروسے کسی جگہ اترتا ہوں یا کہیں جاتا ہوں۔

اس حدیث کو احمد نے نقل کیا ہے۔ امام طبری نے مذکورہ بالا حدیثِ علی کی مانند بعض دوسرے صحابہ سے ایسی تین احادیث (ع۱۵۲-۴) نقل کی ہیں جن میں یہ ذکر

ہے کہ آپ ایسا جنگی سفر میں فرمایا کرتے تھے۔ ان میں روایات ۱۵۲-۳ احمد نے روایت کی ہے جب کہ آخری ۱۵۴ مرسل ہے۔ پھر وہ روایات / احادیث بیان کی ہیں جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسی دعائے نبوی آپ ہر سفر عام میں کیا کرتے تھے۔ ان میں روایات ۱۵۵-۶ احمد اور مجمع الزوائد میں، روایات ۱۵۷-۹ (عبداللہ بن سرجس) نسائی، مسلم ترمذی، اور احمد میں جزوی اختلافات کے ساتھ ہے، روایت ۱۶۰ (حدیث ابی ذرعہ) احمد، نسائی اور ترمذی، روایت ۱۶۱، ابوداؤد میں روایت ۱۶۲ مجمع الزوائد میں، روایات ۱۶۳-۵

(ابن عمر) احمد کے علاوہ مسلم و ترمذی اور ابوداؤد اور ابن کثیر (تفسیر) میں ہے۔ ایسی ہی دوسری روایات مرفوعہ ۱۶۶ (مجمع الزوائد میں) اور آثار سلف ہیں (۱۶۷-۷۲)

حدیث طبری ۸ مرفوع ہے: انادار الحکمۃ وعلی بابھا (میں حکمت کا گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں) جو ترمذی میں اسی سند کے ساتھ ہے۔ اسی مفہوم کی دوسری مرویات صحابہ میں ۱۷۳-۴ (بسند ابن عباس) مجمع الزوائد میں ہے لیکن ان دونوں کو مناکیر میں شمار کیا گیا ہے۔

حدیث طبری ۹-۱۲ میں مرکزی نکتہ یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے غزوہ میں حضرت سعد بن ابی وقاص سے فرمایا کہ "تیر چلاتے رہو، میرے ماں باپ تم پر قربان"۔ یہ احادیث بخاری، مسلم، ترمذی، احمد اور ابن سعد میں ہیں اور سب صحیح ہیں۔ حضرت علی کی موافقت میں دو اور روایات خود حضرت سعد بن ابی وقاص سے مروی ہیں۔ ان میں ۱۷۶ ابن سعد میں اور روایت ۱۷۷ حاکم میں ہے۔ پھر اس روایت میں جو فقہی / اسلامی حکم ہے اس کی تشریح میں کچھ روایات و آثار نقل کیے ہیں جن میں اختلاف شدید ہے جیسے روایات ۱۷۸-۹ مگر وہ دونوں بالترتیب ابن سعد اور احمد، ترمذی اور فتح الباری اور مسلم میں موجود ہیں۔ پھر اسی مفہوم کی غیر مصدقہ روایات ہیں (۱۸۰-۴) اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی جملۂ عقیدت کہنے والوں سے متعلق کئی روایات ہیں (۱۸۵-۷) ان میں سے اول احمد میں ہے، باقی غیر مصدقہ۔ تشریح الفاظ میں جن احادیث کا ذکر طبری نے کیا ہے ان کی بھی تائید دوسرے محدثین کے ہاں ملتی ہے۔

حدیث طبری ۱۳ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے جنگ کو خدعہ (فریب) کہلوایا ہے، مسند احمد میں ہے۔ دوسری ایسی روایات و آثار سلف

(م۱۸۸-۹۰) بخاری، مسلم، ابوداؤد، طیالسی کے علاوہ مسند احمد میں بھی ہے جبکہ روایت م۱۹۱ صرف موخرالذکر دو مآخذ میں ہے۔ حضرت علی سے اس روایت کو دوسرے رواۃ کی اسناد سے منقول ہونے کا ذکر کیا ہے (م۱۹۲) جو پہلے گذر چکی ہے۔ پھر متعدد صحابہ کرام کی تصدیق روایاتِ مرفوعہ نقل کی ہیں۔ ان میں سے روایت م۱۹۳-۸ (بسند جابر) صحیحین کے علاوہ ترمذی، حمیدی، بیہقی اور احمد نے بھی روایت کی ہے۔ روایات م۱۹۹-۲۰۰ (بسند حضرت عائشہؓ) ابن ماجہ میں، روایت م۲۰۱ منکر و غیر مصدقہ، روایت م۲۰۲ مجمع الزوائد میں، روایت م۲۰۳ ابوداؤد، احمد اور بیہقی میں، روایت م۲۰۴ ابن ماجہ اور مجمع الزوائد میں بالترتیب مختصر و مکمل، روایت م۲۰۵ منکر و غیر مصدقہ، روایت م۲۰۶ بھی ایسی، روایت م۲۰۷ مرسل، روایت م۲۰۸ بھی مرسل ہے جبکہ روایات م۲۰۹-۱۰ ترمذی اور احمد میں، روایت م۲۱۱ دوسرے انداز و سند سے مختلف مآخذ میں، روایات م۲۱۲-۳ مسند احمد میں، روایت م۲۱۴ سیرۃ ابن اسحاق میں لیکن سخت منکر، روایت م۲۱۵ مجمع الزوائد میں اور سخت ضعیف قرار دی گئی ہے۔ روایات م۲۱۶-۲۱ (بسند حضرت ام کلثوم بنتِ عقبہ اموی) مسلم، بخاری (الادب المفرد) ابوداؤد، احمد، طیالسی، ترمذی وغیرہ نے مختلف طرق اور اختلافات کے ساتھ بیان کی ہے۔ امام طبری نے اس کے بعد کذب کی حرمت کے بارے میں احادیث مرفوعہ نقل کی ہیں کہ وہ اولین قسم کی روایات کی ضد ہیں۔ ان میں روایات م۲۲۲-۳ ابن ماجہ، دارمی، حاکم اور احمد میں ہیں۔ جبکہ روایت م۲۲۴ سخت منکر ہے۔

کذب کو ہر حال میں حرام قرار دینے والوں کے مسلک کی تائیدی روایت م۲۲۵ بیان کر کے جنگ میں خدیعہ کی اجازت دینے والی روایت م۲۲۶ کی توجیہہ کی ہے کہ اس سے مراد جنگی تدبیر ہے۔ اس کی تائید میں آثارِ سلف نقل کیے ہیں (م۲۲۷-۲۸ اور م۲۲۹-۳۵) پھر تین چیزوں میں کذب کی اجازت سے متعلق آثارِ سلف بیان کیے ہیں (م۲۳۶-۴۱) اس کے بعد ان لوگوں کے تائیدی اخبار و اقوال ہیں جو معاریض کی اجازت کے قائل ہیں اور صریح کذب کے منکر (م۲۴۲-۴۹) ان کا مسلک اور اس کی موید روایات نقل کی ہیں جو ہنسی مذاق میں کذب کی حرمت ظاہر کرتی ہیں (م۲۵۰-۵۷)

حدیث طبری م۱-۲۷ حضرت عمار کی تعریف میں ہے، جو تین طرق سے ترمذی ابن ماجہ، حاکم، احمد، بخاری (تاریخ کبیر) اور طیالسی میں ہے۔ طبری نے اس کی تائیدی

روایات نہیں دی ہیں۔

حدیثِ طبری ۱۸ حضرت ابوذر غفاری کے صدق کی تعریف نبوی میں ہے جو خود تو غیر مصدقہ ہے لیکن اس کی تائیدی روایاتِ طبری میں سے روایت ۲۵۹ ترمذی، ابن ماجہ، احمد، حاکم اور ابن سعد میں ہے۔ روایت ۲۶۰ احمد، ابن سعد اور مجمع الزوائد میں، اور روایت ۲۶۱ صرف موخر الذکر میں ہے۔

حدیث طبری ۱۹-۲۰ حضرت عبداللہ بن مسعود کی فضیلت میں ہے۔ وہ احمد اور ابن سعد کے علاوہ مجمع الزوائد میں ہے۔ اس کی تائیدی مرویاتِ طبری میں ۲۶۲ مجمع الزوائد میں ہے۔

حدیثِ طبری ۲۱ آخری کلام نبوی "الصلوٰۃ الصلوٰۃ، اتقوا اللہ فیما ملکت ایمانکم (نماز کو لازم پکڑو، نماز کو لازم پکڑو۔ اور غلاموں کے معاملے میں اللہ سے ڈرو) سے متعلق ہے جو ابوداؤد، ابن ماجہ اور احمد میں بھی ہے۔ اس کی تائیدی مرویاتِ طبری میں روایت ۲۶۳ ابن ماجہ میں اور روایت ۲۶۴ مجمع الزوائد میں ہے۔

حدیثِ طبری ۲۲ میں اس معجزۂ نبوی کا ذکر ہے جس کے بارے حضرت علی کی آنکھوں کو لعابِ نبوی سے آشوبِ چشم سے شفا ملی تھی۔ یہ روایت احمد میں مختصراً اور مجمع الزوائد میں مکمل ذکر کی گئی ہے۔ حدیث طبری ۲۳ میں حضرت زبیر بن عوام کو حواریٔ نبوی کہا گیا ہے۔ دوسرے صحابہ کی مرویات سے اس کی تائید ہوتی ہے اور جن کا ذکر احمد میں ہے۔ ان دونوں کی تائیدی روایات امام طبری نے نہیں بیان کی ہیں۔

حدیثِ طبری ۲۴ میں غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنے والوں پر، غیر موالی کو مولی بنانے پر، ناحق زمین پر قبضہ کرنے والوں پر اور والدین کی نافرمانی کرنے والوں پر لعنتِ نبوی کا ذکر ہے۔ پھر اس کی تائیدی روایات دوسرے صحابہ سے نقل کی ہیں۔ ان میں سے روایت ۲۶۵ مسند احمد میں ہے، روایت ۲۶۶ غیر مصدقہ ہے، روایت ۲۶۷ چھ طرق سے مروی ہے اور ان میں سے بعض صحیحین اور مسند احمد میں ہے، اس روایت کے طرق میں دوسرا ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۱ اور ۲۷۵ میں ہے۔ اور اس طریق سے مسند احمد اور مجمع الزوائد میں ہے۔ روایات ۲۷۲-۴ تیسرا طریق پر مبنی ہے اور وہ بخاری، احمد اور ترمذی میں ہے روایات ۲۷۶-۷ چوتھا اور ۲۷۸ اور ۲۸۰ پانچواں اور ۲۷۹ چھٹا

طریق ہے اور یہ سب کسی نہ کسی دوسرے آخذ میں ہیں۔ روایت ۲-۲۸۱ مختلف طرق سے مسلم، احمد اور مجمع الزوائد میں ہے۔ روایات ۹-۲۸۴ (حدیث یعلی بن مرہ ثقفی) تین طرق سے مروی ہے اور وہ احمد اور مجمع الزوائد میں ہے۔ روایت ۲۹۰ موخر الذکر میں، روایت ۲۹۱ صحیحین میں اور مسند احمد میں ہے۔ روایت ۲۹۲ مجمع الزوائد میں ہے روایات ۴-۲۹۳ مسند احمد میں ہیں۔

والدین کی نافرمانی کرنے والوں کی مذمت میں جن دوسرے صحابہ کرام کی مرویات صحیحہ سے امام طبری نے اپنی اصل حدیث کی تائید فراہم کی ہے ان میں سے روایت ۲۹۵ صحیحین، نسائی، ترمذی اور احمد میں ہے، روایت ۲۹۶ ترمذی کے علاوہ باقی تمام مذکورہ بالا آخذ میں ہے، روایات ۳۰۰-۲۹۷ مختلف طرق سے احمد، نسائی، موارد الظمآن اور حاکم میں ہیں۔ جبکہ روایات ۶-۳۰۱ بھی چار طرق سے بخاری (تاریخ کبیر)، نسائی، احمد اور خطیب بغدادی وغیرہ میں ہے۔ روایت ۳۰۷ بخاری، ترمذی اور احمد میں ہے، روایت ۹-۳۰۸ ابونعیم اور خطیب بغدادی وغیرہ میں ہے، روایت ۳۱۰ مسند احمد میں، روایت ۳۱۱ استیعاب، حلیۃ الاولیاء اور اصابہ میں ہے، روایت ۳۱۲ حلیۃ الاولیاء میں ہے روایت ۳۱۳ مرسل ہے، روایت ۳۱۴ خطیب بغدادی میں، روایت ۳۱۵ حاکم، ابوداؤد، نسائی وغیرہ میں ہے۔ روایت ۳۱۶ مرسل ہے، روایت ۳۱۷ ترمذی اور احمد میں ہے۔

غیر موالی کی ولایت کرنے والوں کی مذمت میں حدیث علی کی موافقت جن دوسرے صحابہ کرام کی احادیث مرفوعہ سے امام طبری نے فراہم کی ہے ان میں روایات ۲۰-۳۱۸ اسی سند سے صحیحین، ترمذی اور احمد میں ہیں۔ روایات ۳-۳۲۱ سابقہ روایات ۹-۲۶۸ ۲۷۱ اور ۲۷۵ کی مکررات ہیں۔ روایت ۳۲۴ مسند احمد میں ہے اور روایت ۳۲۵ بھی موخر الذکر مجمع الزوائد میں بھی ہے، روایات ۸-۳۲۶ احمد اور بخاری (تاریخ کبیر) میں ہے، روایت ۳۲۹ مسند احمد میں، روایت ۳۱-۳۳۰ غیر مصدقہ، روایات ۵-۳۳۲ (حدیث انس) تین طرق سے مروی ہے اور تیسرے سے ابوداؤد میں ہے، روایت ۳۳۶ سابقہ روایات ۸-۳۲۶ کی مکررات میں سے ہے۔ روایات ۹-۳۳۷ مختلف طرق سے مسند احمد میں ہے، روایت ۳۴۰ غیر مصدقہ ہے، روایت ۳۴۱

صحیح ابن حبان، فتح الباری وغیرہ میں ہے اور روایت ص۳۴۲ اصل میں روایت ص۳۴۰ کا اعادہ ہے بایں طور کہ غیر مصدقہ ہے۔

حدیث طبری ص۲۵-۲۶ میں ذکر ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر وکسریٰ کے علاوہ دوسرے ملوک کے ہدایا قبول کیے تھے۔ یہ مسند احمد، ترمذی اور بیہقی میں ہے۔ پھر اس کی مخالف روایات بیان کی ہیں جن میں امام کے قبول ہدایا کو غبن قرار دیا گیا ہے یا مشرکوں کے ہدایا کو قبول کرنے کی ممانعت ملتی ہے۔ ان میں سے روایت ص۳۴۳، ہیثمی، طبرانی، بیہقی اور وکیع وغیرہ میں ہے، روایت ص۳۴۴ زبیر بن بکار، ابن سعد، احمد، ہیثمی وغیرہ میں ہے، روایت ص۳۴۵ ابوداؤد، ترمذی، احمد، مجمع الزوائد وغیرہ میں مختلف طرق سے مذکور ہے۔ امام طبری نے پھر ان دونوں قسم کی بظاہر متصادم روایات میں تطبیق دے کر دونوں کی تصحیح کی ہے اور قبول ہدایائے مشرکین کو صحیح بتایا ہے۔ اپنی دلیل وبحث کی تائید میں دو مزید احادیث مرفوعہ نقل کی ہیں ان میں سے روایت ص۳۴۶ دوسری صورت میں مسند احمد میں ہے اور روایت ص۳۴۷ ابن سعد، ابن ہشام میں بھی اسی انداز سے موجود ہے۔ اس کے بعد امام طبری نے ائمہ راشدین کے آثار وسنن نقل کیے ہیں۔ (روایات ص۳۴۸-۴۹) ان میں دلچسپ بات یہ ہے کہ اول حدیث میں ہدیہ قبول کرنے والے امام راشد امام ابوبکر وامام علی ہیں جبکہ دوسری حدیث میں امام راشد مسلمہ بن عبدالملک بن مروان اموی امیر وسالار عبدالملک وولید وسلیمان اموی ہیں۔ اسی طرح روایات ص۳۵۰ اور ص۳۵۱ آثار سلف ہیں۔ جبکہ روایت ص۳۵۲ حدیث مرفوعہ ہے اور مجمع الزوائد میں ہے۔ اسی طرح ہدیۂ عامل کو غلول قرار دینے والی حدیث مرفوعہ ص۳۵۳ ابوداؤد میں ہے اور روایت ص۳۵۴ اثر حضرت عائشہ ہے۔ اور روایت ص۳۵۵ حدیث مرفوعہ ہے اور صحیحین اور مسند احمد میں ہے۔

حدیث طبری ص۲۷ جو سورۃ الاعلیٰ کی تعریف میں ہے مسند احمد اور مجمع الزوائد میں ہے، حدیث طبری ص۲۸ بنوتغلب کے نصاریٰ کے بارے میں ہے اور ابوداؤد اور بخاری (تاریخ کبیر) میں ہے۔ اس کی تائید میں ایک اثر عمر نقل کیا ہے۔ ص۳۵۶ جو نسائی میں ہے۔ پھر وہ آثار سلف ص۳۵۷-۶۳ نقل کیے ہیں، جو ان کے ذبیحہ کو حرام قرار دیتے ہیں۔ ان میں سے بعض دوسرے مآخذ میں مختلف انداز سے موجود ہیں۔ دوسرے علماء نے ان کے ذبیحہ اور ان کی عورتوں سے شادی کو حلال قرار دیا ہے۔

روایات ۷۶-۳۶۴ ان کی تائید میں ہیں اور آثارِ سلف ہیں۔

حدیث طبری ۲۹ میں ذکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباسؓ کو سقایہ عطا فرمایا۔ یہ روایت اسی سند سے ابن سعد میں ہے۔ حدیث ۳۰ حضرت عباسؓ کو عاملِ صدقات بنانے سے انکار کرنے سے متعلق ہے۔ وہ بھی ابن سعد میں ہے اس کے بعد حدیث ۳۲-۳۱ میں ذکر ہے کہ حضرت علی نے حکم نبوی سے کعبہ میں نصب اصنام کو توڑا۔ یہ ایک حدیثِ واحد ہے جو مسند احمد اور مجمع الزوائد میں ہے۔ اس کی تائید میں وہ آثار سلف منقول ہیں جو آلاتِ موسیقی اور اصنام وغیرہ کو توڑنے کے بارے میں سنن صحابہ وعلماء بیان کرتے ہیں۔ (۸۵-۳۷۷) حدیث طبری ۳۵-۳۴ مذمت حضرت ولید بن عقبہ اموی میں مذکور ہیں اور مسند احمد کے زیادات اور مجمع الزوائد میں ہے۔ حدیثِ طبری ۳۶ حضرت مغیرہ بن شعبہ کے رمح (نیزے) اور لقطہ کے مسئلہ کے بارے میں ہے جو مسند احمد میں مذکور ہے اور اختلاف کے ساتھ ابن ماجہ میں بھی ہے۔ اس سلسلہ میں جو احادیث مرفوعہ یا آثار سلف مذکور ہیں وہ غیر مصدقہ ہیں (۹۳-۳۸۶)

حدیثِ طبری ۳۷-۹ ایام تشریق کو کھانے پینے کے ایام بتاتی ہے۔ وہ مسندِ احمد کے علاوہ امام شافعی کے الرسالۃ میں بھی ہے۔ جبکہ اس کی آخری شکل طحاوی کے معانی الآثار اور ابن حزم کے المحلیٰ میں ہے۔ روایاتِ طبری ۴۰-۳۹۴ وہ آثارِ سلف ہیں جو اس حدیث کو حضرت علی پر موقوف کرکے ان کا قول بتاتے ہیں۔ یہ روایات مختلف طرق سے آئی ہیں اور ان کی اصل راویہ حضرت مسعود بن حکم زرقی کی ماں حبیبہ بنت شریق ہذلی ہیں۔ طریقِ اول سے وہ مسند احمد، سنن بیہقی اور معانی الآثار طحاوی میں ہے۔ دوسرے طریق کے مزید دو طریقے ہیں ان میں سے پہلے سے وہ تفسیر طبری کے علاوہ ابن سعد، طحاوی، حاکم اور احمد میں ہے اور دوسرے ذیلی طریق سے دوسرے ماخذ میں۔

امام طبری نے پھر اس اختلاف سے بحث کی ہے کہ منیٰ میں اس حکمِ نبوی کا اعلان کرنے کی سعادت کس صحابی جلیل کی قسمت میں آئی تھی کیونکہ مختلف اسماء گرامی کا متعدد روایات میں نام آتا ہے۔ حضرت بلال حبشی کا ذکرِ خیر کرنے والی روایتِ طبری ۴۱ مسند احمد اور سننِ دارقطنی میں اسی طریق سے ہے۔ حضرت بدیل بن ورقاء خزاعی

کو منادیٔ نبوی قرار دینے والی روایتِ طبری ۴۰۲ کو حافظ ابن حجر نے اپنی کتاب تعجیل المنفعۃ (۴۹۔ بدیل) میں ذکر کیا ہے، جبکہ دوسری سند ان کے حق میں روایتِ طبری ۴۰۳ فراہم کرتی ہے اور وہ اس طریق سے حاکم، اور مجمع الزوائد میں ہے اور اس مفہوم کی تیسری روایتِ طبری ۴۰۴ ابن سعد اور خطیب بغدادی نے بیان کی ہے حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی کو منادیٔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرار دینے والی روایتِ طبری ۴۰۵۔۶ تفسیر طبری کے علاوہ ابن سعد اور طحاوی نے نقل کی ہے جبکہ اس مفہوم کی دوسری دو روایات ۴۰۷۔۸ مسند احمد اور طحاوی میں ہیں۔ ایک طبقہ' روایات ۴۰۹۔۱۵ حضرتِ بشر بن سُحَیم کو منادی کرنے کی سعادت دیتا ہے اور وہ مختلف طرق سے مسند احمد، طیالسی، نسائی، بیہقی، ابن ماجہ، طحاوی اور ابن حزم کے ہاں موجود ہے۔ روایت ۴۱۶ حضرات کعب بن مالک اور اوس بن حدثان کو منادی رسول بتاتی ہے اور وہ مسلم، احمد اور طبرانی (المعجم الصغیر) میں ہے۔ حضرت معاذ بن جبلؓ خزرجی کو عامل رسول بتانے والی روایت طبری ۴۱۷ غیر مصدقہ ہے۔ جبکہ حضرت سعد بن ابی وقاص کی تقرری ثابت کرنے والی روایتِ طبری ۴۱۸ احمد، طحاوی اور مجمع الزوائد میں ہے۔ آخری حدیث / روایت طبری ۴۱۹۔۲۰ جو کسی شخص کا نام نہیں لیتی وہ مجمع الزوائد اور معانی الآثار وغیرہ میں ہے۔

حدیثِ طبری ۲۱ نمازمیں حدث کرنے اور وضو ٹوٹنے سے متعلق ہے۔ اگرچہ یہ روایتِ طبری اس سند سے دوسرے مآخذ میں نہیں ہے تاہم مسند احمد اور مجمع الزوائد میں اختلافات کے ساتھ موجود ہے۔ دوسرے صحابہ کرام سے اس حدیثِ نبوی کو امام طبری نے بطور تائید نقل کیا ہے۔ ان میں سے روایات ۴۲۲۔۵ (بسند حضرت علی بن طلق) ترمذی اور ابو داؤد میں، روایت ۴۲۶ (بسند مذکور) ترمذی، احمد اور مجمع الزوائد میں ہے۔

حدیث طبری ۱۔۲ میں ذکر ہے کہ غسلِ جنابت میں پورے جسم کو دھویا جائے اور بال بھر جگہ نہ چھوڑی جائے ورنہ غسل نہ ہوگا۔ یہ روایت مسند احمد کے علاوہ ابو داؤد، ابن ماجہ اور دارمی میں اسی طریق سے ہے۔ جبکہ روایت ۴۲۷ غیر مصدقہ ہے۔ روایت ۴۲۸ ابو داؤد، ترمذی اور ابن ماجہ میں ہے، جبکہ روایت ۴۲۹ مجمع الزوائد کی

ایک طویل حدیث انس کا جزء ہے اور روایت ۴۳۰ ابن ماجہ میں زیادہ مفصل ہے۔ طبری کی اصل حدیثِ علی کی تائید میں متعدد آثارِ سلف بھی مذکور ہیں (روایات ۴۳۱-۳۷)

تہذیب الآثار کے مسندِ علی کی آخری حدیثِ طبری ۴۳۲ کا مفہوم ہے کہ اپنے دوست کو اعتدال کے ساتھ چاہو ہو سکتا ہے کہ کسی دن وہ تمہیں مبغوض ہو جائے اور اور اپنے دشمن / مبغوض سے بھی اعتدال برتو ممکن ہے تو وہ کسی دن محبوب و دوست بن جائے اگرچہ اس سند سے یہ حدیث کہیں نہیں ملتی تاہم دوسرے آثار و احادیث سے اس کی کامل تصدیق و تائید ہوتی ہے۔ متعدد بزرگوں نے اس کو حضرت علی کا قول واثر قرار دیا ہے (روایات ۴۳۸-۴۲) مگر کئی احادیث مرفوعہ بھی اس کی تائید میں ہیں جو دوسرے صحابہ کرام سے مروی ہیں جیسے روایت ۴۴۳ (لبسند حضرت ابی ہریرہ) ترمذی میں ہے، اور آثارِ صحابہ و سلف بھی اس کے موید ہیں (۴۴۴-۴۷) اس حدیثِ نبوی کی فقہی / اسلامی تشریح میں امام علام نے ایک اور حدیث نبوی نقل کی ہے جو صحیحین وغیرہ میں بھی موجود ہے اور آخری روایت مسندِ علی ۴۴۸ دراصل سابقہ روایت ۴۴۷ کی تکرار ہے۔ اسی پر طبری رحمہ اللہ کی مسندِ علی کی روایات کا تجزیہ ختم ہوتا ہے۔

سوئے حرم چلا

مولانا سید جلال الدین عمری کے شگفتہ اور رواں دواں قلم سے

سفرِ حج اور زیارتِ حرمین کی والہانہ اور کیف و شوق میں ڈوبی ہوئی روداد — حج کی تاریخ مقصد اور معنویت کا بہترین اسلوب میں بیان — حسب موقع حج کے طریقے اور اس کے احکام و مسائل کی ضروری تفصیل — کتاب میں قاری کو سفرِ حج کے سلسلے میں ضروری معلومات بھی ملیں گی اور وہ جذبات کی گرمی بھی محسوس کرے گا۔

حج پر جانے والوں کے لیے ایک قیمتی تحفہ اور دل میں حرمین کی محبت ابھارنے والی بیش قیمت کتاب

صفحات: ۶۰ بڑا سائز قیمت ۱۲ روپے

ملنے کے پتے: (۱) مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، دعوت نگر، ابوالفضل انکلیو، نئی دہلی ۲۵
(۲) ادارہ تحقیق و تصنیف اسلامی، پان والی کوٹھی، علی گڑھ ۲۰۲۰۰۲